عمران سیریز



جولیا کا نیلام



اظہر کلیم



جولیا کا نیلام

*

مراکش، مشرق کا ایک جادوئی شہر ہے۔ وہاں کے شہروں میں ہاتھ کی بنی ہوئی ٹوکریاں، قالین اور دیگر اشیا جن کی مانگ دُنیا کے ہر ملک میں ہے، بکثرت فروخت ہوتی ہیں لیکن غیر ملکی سیّاحوں کی دلچسپی کا باعث صرف قالین اور پُرانی عمارتیں ہیں۔ یہاں کے قالین اپنی خوبصورتی اور نفاست کی وجہ سے پوری دُنیا میں پسند کیے جاتے ہیں۔ وہ سیّاح جو اپنے سفر کے اخراجات پورے کرنے کے لیے تھوڑی بہت تجارت بھی کرتے ہیں، یہاں سے قالین خرید کر دوسرے ملکوں میں لے جاتے ہیں اور کئی گنا زائد قیمت پر فروخت کر دیتے ہیں۔

صفدر، مراکش کے ایک بھرے پُرے بازار میں ٹہل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر میک اپ نہیں تھا لیکن اس کے گلے میں جھولتا ہُوا کیمرہ اور کپڑے ظاہر کر رہے تھے کہ وہ ایک غیر ملکی سیّاح ہے۔ وہ تنہا تھا، اس کی آنکھیں چاروں طرف چکرا رہی تھیں اور اس کی پیشانی پر فکر کی گہری سلوٹیں تھیں۔ انہی دنوں جولیا مراکش آئی تھی اور اس نے تفریحی دورے کے دوران میں ایک مصیبت مول لے لی تھی۔ صفدر اسی سلسلے میں یہاں آیا تھا۔

جولیا نے ایکسٹو کو اطلاع دی تھی کہ اس نے ایک حیرت انگیز قالین خریدا ہے اور اس قالین کے بارے میں اُسے عجیب سا احساس ہو رہا ہے۔ اس اطلاع کے بعد جولیا کی کوئی خبر نہیں ملی تھی اور ایکسٹو اس کی گمشدگی سے تشویش میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ یقیناً کسی معاملے میں ملوّث ہو گئی ہے۔ مراکش میں موجود ایکسٹو کے دو ایجنٹ

قربانیاں دینا روزِ ازل سے ہی اچھے انسانوں کا شیوہ رہا ہے۔
جذبۂ حب الوطنی سے سرشار لوگ ہمیشہ تخریب کار عناصر
سے برسرِ پیکار رہے ہیں۔ کبھی کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ وطن
کی سلامتی کے لیے انہیں اپنا آپ نیلام کر دینا پڑتا ہے
ایسے ہی قربانیاں طلب کرنے والے لمحوں کا احوال

عمران کے سدا بہار کردار پر مدیر اشارہ کے قلم سے عمران پسندوں کے لیے بطورِ خاص

مظہر کلیم



ان دنوں ایک پڑوسی ملک میں مصروف تھے اس لیے ایکسٹو نے فوری طور پر صفدر کو مراکش بھیج دیا تھا۔

صفدر مراکش پہنچا لیکن وہ جولیا کا سراغ لگانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ وہ حیران تھا کہ اس اجنبی سرزمین پر کام کا آغاز کہاں سے اور کیسے کرے۔ اسی الجھن میں گرفتار اس وقت وہ بازار میں ٹہل رہا تھا۔

... ہوٹل سے نکلتے ہی اسے احساس ہو گیا تھا کہ چند آنکھیں اس کی نگرانی کر رہی ہیں لیکن یہ نگراں آنکھیں بہت محتاط تھیں۔ ابھی تک صفدر تعاقب کرنے والے کا پتہ چلانے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ اسے تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ تعاقب یا نگرانی کرنے والوں کی تعداد کیا ہے۔

بازار میں کافی رش تھا۔ مراکش کے مقامی لوگ اپنے لمبے اور ڈھیلے ڈھالے لباس میں خریداری کرتے پھر رہے تھے۔ صفدر ان میں نمایاں نظر آ رہا تھا کیونکہ اس وقت بازار میں وہ واحد آدمی تھا جس نے سوٹ پہن رکھا تھا۔ جو لوگ یا تنہا آدمی اس کی نگرانی کر رہا تھا، وہ بھی یقیناً مراکش کا باشندہ تھا۔ اسی لیے صفدر ابھی تک اس کا سراغ لگانے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ وہ شخص ان یکساں لباس والے باشندوں میں ملا ہوا تھا۔ دفعتاً ایک بھکاری نے صفدر کا راستہ روک لیا۔ صفدر نے اسے خیرات دی اور ٹہلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اس کی نگاہیں قالین کی دکانوں کو تلاش کر رہی تھیں کہ ایک مراکشی عورت اس سے ٹکرا گئی۔ پردے میں لپٹی ہوئی عورت سے ٹکرانے کے بعد اسے بے ساختہ عمران یاد آ گیا۔ اگر وہ یہاں موجود ہوتا تو اس کی حالت دیکھنے والی ہوتی۔ صفدر معذرت میں سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ مراکشی عورت نے اپنی زبان میں کچھ کہا تھا جسے صفدر سمجھ نہیں سکا... ممکن ہے، وہ صفدر کو کوس رہی ہو یا پھر شاید وہ اپنی لاپروائی پر بڑبڑائی ہو۔ صفدر نے ایک جگہ رک کر ادھر ادھر دیکھا۔ اس وقت ایک سے زیادہ افراد اس کی طرف متوجہ تھے۔ ان کی توجہ اسے سیاح سمجھ کر بھی ہو سکتی تھی۔ صفدر اس آدمی کو ڈھونڈنا چاہتا تھا جو اس کی نگرانی کر رہا تھا۔ اسے جھنجلاہٹ ہونے لگی۔ لباس کی یکسانیت نے یہاں اس کا کام بہت مشکل کر دیا تھا۔

وہ ادھر ادھر دیکھتا ہوا مسلسل آگے بڑھتا رہا۔ چند مقامات پر رک کر اس نے تصویریں بھی اتاری تھیں... پھر وہ ایک برتنوں کی دکان کے سامنے رک گیا۔ ایک بار پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا لیکن وہ کسی آدمی کو شناخت نہیں کر سکا۔ اب اسے الجھن کے ساتھ ہلکی سی گھبراہٹ کا بھی احساس ہونے لگا تھا۔ ان حالات میں جبکہ تعاقب کرنے والے کا سراغ لگانا ممکن نہیں تھا، اسے آسانی سے شکار بھی کیا جا سکتا تھا۔ یہ بات تو واضح تھی کہ اس کا تعاقب ہو رہا تھا اور تعاقب کرنے والے ظاہر ہے اس کے دوست نہیں ہو سکتے تھے۔ اس نگرانی سے ایک اور بات بھی معلوم ہوتی تھی کہ وہ جو کوئی بھی ہیں، بہت باخبر لوگ ہیں اور انہیں صفدر کے بارے میں پہلے سے علم تھا۔ برتنوں کی دکان سے آگے بڑھ کر صفدر نے ایک جگہ قالین ٹنگے ہوئے دیکھے۔ یہ قالین اتنے جاذب نظر تھے کہ اس کی آنکھیں جم کر رہ گئیں۔ وہ یہ سوچتا ہوا آگے بڑھا کہ ان قالینوں کو قریب سے دیکھنا چاہیے۔

قالین... اس کے ذہن میں یہ لفظ بار بار گھومنے لگا۔ جولیا نے بھی ایک قالین خریدا تھا اور وہ اس قالین کی وجہ سے ہی مصیبت میں مبتلا ہو گئی تھی۔ اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا کہ قالین کی ان دکانوں سے اپنے کام کا آغاز کرنا چاہیے۔ وہ ٹہلتے ہوئے انداز میں، دکان کے اندر داخل ہوا۔ مراکش کا سوداگر اس کے استقبال کے لیے آگے بڑھا۔ "خوش آمدید جناب۔ کیا آپ خالص مشرقی قالین خریدنا چاہتے ہیں؟"

صفدر مسکرا کر اثبات میں سر ہلانے لگا۔ اس نے معنی خیز لہجے میں کہا۔ "ہاں... لیکن شرط یہ ہے کہ تمہارے پاس وہی قالین موجود ہو جسے میں تلاش کر رہا ہوں۔" اس کی نگاہ مراکشی سوداگر پر جمی ہوئی تھی۔ جس نے گول پھندنے دار ٹوپی اور ڈھیلا ڈھالا لباس پہن رکھا تھا۔ باریک ترشی ہوئی مونچھیں اکڑی ہوئی نظر آ رہی تھیں جیسے اس نے انہیں کلف دے رکھا ہو۔

صفدر کی نگاہیں دکان میں چکرانے لگیں۔ یہ ایک بہت بڑی دکان تھی۔ باہر سے معمولی سی نظر آنے والی دکان، اندر سے حیرت انگیز حد تک بڑی اور خوبصورت نظر آ رہی تھی۔ ہر طرف قالین اور غالیچے بکھرے ہوئے تھے اور ان کے رنگا رنگ بیل بوٹوں سے کسی پُربہار باغ کا سماں بن گیا تھا۔

"میرا نام حامد ہے جناب۔" تاجر نے کہا۔ "اور مراکش کی منڈی میں اس سے بہتر قالین آپ کو کسی اور جگہ نہیں مل سکتے۔" اس نے جھک کر کہا اور ایک قالین کا کنارا پکڑ کر اسے کھولنے لگا۔ "اس قالین کو ملاحظہ کیجیے کیا آپ نے اپنی زندگی میں کبھی اتنا خوبصورت قالین دیکھا ہے؟"

صفدر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ خاموشی سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں کسی ایسے قالین کو تلاش کر رہی تھیں جو اس کی دانست میں دنیا کا عجیب ترین قالین نظر آ رہا ہو۔ اس نے سوداگر کا دکھایا ہوا قالین بڑی باریک بینی سے دیکھا لیکن انکار میں گردن ہلا دی۔ "نہیں۔ مجھے اس قالین سے کوئی دلچسپی نہیں۔"

حامد نے پلٹ کر صفدر کی طرف دیکھا۔ اس بار اس نے گہری

نگاہ سے صفدر کا جائزہ لیا تھا۔ اس کے ہونٹ تو مسکرا رہے تھے لیکن آنکھیں صفدر کے چہرے کو ٹٹول رہی تھیں۔

صفدر بھی زیرِ لب مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔ وہ جانتا تھا کہ کامیاب سوداگر ایک اچھا چہرہ شناس ہوتا ہے۔ اس وقت وہ سوداگر چہرہ شناسی کے ذریعے اس پر بالادستی حاصل کرنا چاہتا ہے تو یقیناً اسے ناکامی ہوگی۔ اچانک صفدر کو وہ کاغذ کا پرزہ یاد آگیا جو چلتے وقت ایکسٹو نے اسے دیا تھا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور وہ کاغذ نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ ایک نظر اس کاغذ کے ٹکڑے پر ڈالنے کے بعد اس نے اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کر دیا۔ ہر قالین پر نگاہ پڑنے کے بعد اس کی آنکھیں اس کاغذ کے ٹکڑے کی طرف لوٹ آتی تھیں۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ ان قالینوں سے کسی خاص چیز کا موازنہ کر رہا ہو۔

"کیا آپ کو کسی خاص ڈیزائن کی تلاش ہے جناب؟"

"ہاں۔ کچھ ایسا ہی ہے۔"

"کیا وہ ڈیزائن آپ کے پاس موجود ہے؟"

"یہ رہا ڈیزائن۔ مجھے اس قسم کے قالین کی ضرورت ہے" صفدر نے معنی خیز لہجے میں کہا اور کاغذ والا ہاتھ سوداگر کی طرف بڑھا دیا۔

سوداگر کے ہونٹوں پر کاروباری مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔ اس نے کاغذ کو دیکھنے سے پہلے ایک نظر صفدر کے چہرے پر ڈالی اور کہا۔ "کیا آپ کو بغداد کے اس جادوئی قالین کی ضرورت ہے جناب جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اڑ سکتا ہے؟"

"تم بہت زندہ دل آدمی معلوم ہوتے ہو" صفدر نے اعتراف کیا۔

حامد نے صفدر کے ہاتھ سے کاغذ کا وہ ٹکڑا لے لیا اور جیسے ہی اس کی نگاہ ڈیزائن پر پڑی اس کا ہاتھ کانپ گیا۔ آنکھیں یوں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں جیسے اس نے موت کا چہرہ دیکھ لیا ہو۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دم توڑ چکی تھی۔ "نہیں۔ نہیں" اس نے شدت سے سر کو نفی میں ہلاتے ہوئے کہا۔ "ایسا کوئی قالین میرے پاس موجود نہیں ہے" اس نے کانپتا ہوا ہاتھ صفدر کی طرف بڑھا دیا۔ صفدر نے اس سے کاغذ کا ٹکڑا لے لیا۔ سوداگر کا چہرہ کسی لاش کی مانند سفید پڑ گیا تھا اور وہ پورے جسم کے ساتھ تھر تھر کانپ رہا تھا۔ صفدر نے اس سے دریافت نہیں کیا کہ اس کی یہ حالت کیوں ہوئی ہے۔ دوسری جانب مراکشی سوداگر نے جلد ہی خود پر قابو پا لیا۔ اس کے چہرے کی حالت معمول پر آگئی اور ایک بار پھر وہ کاروباری انداز میں مسکرا رہا تھا۔ "کیا میں آپ کو کوئی اور اچھا سا قالین دکھاؤں جناب؟" اس نے پوچھا اور متوقع نگاہوں سے صفدر کی طرف دیکھنے لگا۔ "یقین کیجئے اس سے اچھے قالین آپ کو پوری مارکیٹ میں نہیں ملیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ یہ قالین کھولو" صفدر نے کہا اور ایک بڑے سے قالین کی طرف اشارہ کیا۔ یہ قالین سائز میں ان سب قالینوں سے بڑا تھا جو اس وقت دکان میں رکھے ہوئے تھے۔

قالین ایک طرف لپٹا ہوا پڑا تھا۔ حامد نے اثبات میں سر ہلایا اور قالین کی طرف بڑھا۔ صفدر کو اس دوران میں ان اجنبی اور غیر مرئی آنکھوں کا بھی احساس تھا جو بدستور اس کی نگرانی کر رہی تھیں۔ اس نے حامد کی طرف دیکھا۔ جو قالین کو کھولنے کے لیے زور آزمائی کر رہا تھا۔ قالین بہت وزنی تھا۔ صفدر محض وقت گزاری کے لیے اسے کھلوا کر دیکھنا چاہتا تھا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور سگریٹ کا پیکٹ ٹٹول کر نکالا۔ ایک سگریٹ سلگائی اور گہرے گہرے کش لگانے لگا۔ حامد نے قالین کا ایک سرا پکڑا اور زور آزمائی کرتا رہا۔ انداز سے ظاہر ہوتا تھا جیسے اس قالین کو کھولنا اس اکیلے کے بس کا روگ نہیں تھا۔ لیکن جب وہ قالین کھولنے میں کامیاب ہوا تو یوں بدک کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا جیسے کسی سانپ نے اچانک ہی اس پر حملہ کر دیا ہو۔

صفدر کے ہاتھ سے سگریٹ گر گئی اور وہ بھی ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئی تھیں۔

قالین کی تہوں میں ایک لڑکی لپٹی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور منہ میں رومال غالباً حلق تک ٹھنسا ہوا تھا۔



وہ ایک خوبصورت لڑکی تھی۔ اس کے ہاتھ پاؤں رسی سے بندھے ہوئے تھے۔ منہ میں کپڑا ٹھنسا ہوا تھا اور اس کے اوپر کپڑے کی ایک پٹی لپٹی ہوئی تھی۔ ہاتھ پشت کی جانب تھے۔ "اوہ خدایا!" حامد نے کہا۔ "یہ میری دکان میں کیا ہو رہا ہے؟"

صفدر کی حیرت کے مارے خود بری حالت تھی۔ وہ حامد کو بھلا کیا جواب دے سکتا تھا۔ حامد پھٹی پھٹی نگاہوں سے کبھی لڑکی اور کبھی صفدر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ "آخر یہ کیا ہے جناب؟"

"ایک لڑکی۔!" صفدر نے اطمینان سے جواب دیا اور جھک کر گری ہوئی سگریٹ اٹھالی۔ اس نے ایک طویل کش لیا اور مسکرانے لگا۔ "اور اس کے ہاتھ پیر رسی سے بندھے ہوئے ہیں۔ منہ میں کپڑا ٹھنسا ہوا ہے ویسے مسٹر حامد مجھے قالین کا یہ ڈیزائن واقعی بہت پسند آیا ہے۔" اس نے جھک کر لڑکی کی طرف دیکھا۔ وہ غیر ملکی تھی۔ یہ تو لباس سے ہی ظاہر ہو رہا تھا لیکن اس کے چہرے میں ایک خاص بات تھی جسے صفدر نے فوراً ہی غیر فطری قرار دے دیا۔ اگر اس لڑکی کی جگہ کوئی اور رہا ہوتا تو تکلیف اور گھٹن سے اس کا چہرہ بگڑ گیا ہوتا۔ جبکہ لڑکی کا چہرہ سپاٹ تھا اور اس پر ہلکے سے کرب کی علامت بھی نظر نہیں آرہی

تھی البتہ اُس کی آنکھوں سے ضرور تکلیف کا اظہار ہو رہا تھا۔ جب قالین کھلا تھا تو لڑکی نے دو ایک بار ہاتھ پاؤں مارے تھے اور اس کے بعد وہ ساکت ہو گئی تھی۔ اب اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ چھت کو گھور رہی تھی اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بے ہوش نہیں ہے۔

صفدر دل ہی دل میں اس لڑکی کی ہمت کو داد دیے بغیر نہیں رہ سکا۔ اس حالت میں کسی عام لڑکی کا ہارٹ فیل بھی ہو سکتا تھا لیکن اس لڑکی کے چہرے پر کسی قسم کے تاثرات نہیں تھے۔ حامد کی حالت دیکھنے والی تھی۔ جب صفدر اُسے تسلّی بخش جواب نہ دے سکا تو وہ لڑکی پر جھک گیا۔ "میں پوچھتا ہُوں، تم کون ہو لڑکی... اور میرے قالین میں کیوں چھپی ہوئی تھیں؟"

لڑکی نے جواباً حلق سے عجیب سی آوازیں نکالیں۔ سوداگر نے صفدر کی طرف دیکھا اور بوکھلا کر کہا۔ "یہ کیا کہہ رہی ہے، جناب؟"

"اگر تم اس کا مُنہ کھول کر ٹھنسا ہوا رومال نکال دو تو سب کچھ خود بخود تمہاری سمجھ میں آنے لگے گا۔" صفدر نے بے ساختہ قہقہے کو دباتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔" حامد بڑبڑاتا ہُوا لڑکی پر جُھک گیا۔ اس نے لڑکی کے مُنہ سے کپڑے کی پٹّی کھول دی اور حلق تک ٹھنسا ہُوا رومال نکال لیا۔

لڑکی نے ایک طویل سانس لی اور آنکھیں بند کر لیں اس کا چہرہ بدستور جذبات سے عاری تھا۔ سوداگر اس کے ہاتھ پیروں کے گرد بندھی ہوئی رسیّوں کو کھول رہا تھا۔ اس دوران میں صفدر نے اپنے گلے میں لٹکے ہوئے کیمرے سے دو ایک تصویریں کھینچ لیں۔

لڑکی کو رسّی کی بندشوں سے آزاد کر دیا گیا تو وہ اُٹھ بیٹھی۔ اس کی آنکھیں اب بھی بند تھیں۔ صفدر خاموش تماشائی بنا کھڑا تھا۔ اس کی آنکھوں میں گہری دلچسپی کے تاثرات مچل رہے تھے۔

سوداگر حامد بھی خود پر قابو پانے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن اس کے چہرے پر گھبراہٹ تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اسے ابھی تک یہ یقین نہ آیا ہو کہ اس کے قالین سے کوئی بندھی بندھائی لڑکی بھی نکل سکتی ہے۔

لڑکی نے آنکھیں کھولیں اور صفدر کی طرف دیکھا تو اس کے ہونٹوں پر ایک دلفریب مسکراہٹ رقصاں ہو گئی۔ صفدر نے اس کی آنکھوں میں شناسائی کی ہلکی سی جھلک بھی محسوس کی تھی لیکن وہ جھلک ایک سیکنڈ بعد غائب ہو گئی اور لڑکی اجنبی نگاہوں سے اُسے گھورنے لگی۔

"اوہ۔ خدا کا شکر ہے کہ تم آ گئے مسٹر..." اُس نے صفدر کو مخاطب کر کے عجیب سے لہجے میں کہا۔ "ورنہ شاید اس قالین میں لپٹے لپٹے میرا دم ہی گھٹ جاتا۔ اُف۔ میرا دل اب تک دھڑک رہا ہے۔"

صفدر کا دل بھی دھڑکنے لگا تھا۔

وہ حیران تھا کہ لڑکی کون ہے اور اس کی آنکھوں میں جو ذرا سی شناسائی کی جھلک پیدا ہوئی تھی اس کا کیا مقصد تھا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ دشمن نے اس کے لیے پہلے سے ہی کوئی جال تیار کر رکھا ہو؟

"میں پوچھتا ہُوں، تم میرے قالین میں کیوں چھپی ہوئی تھیں؟" سوداگر نے حیرت سے بگڑتے ہوئے لہجے میں دریافت کیا۔

"ایک بار پھر یہ سوال مجھ سے پوچھو احمق سوداگر۔" لڑکی نے نتھنے پُھلا کر کہا۔ "میں تمہیں جواب دُوں گی کہ یہ سب کچھ تمہاری ہی کسی سازش کا نتیجہ ہے۔"

"لیکن میں نے اس سے پہلے تمہیں کبھی نہیں دیکھا۔"

"میں نے بھی تمہاری منحوس صورت پہلے کبھی نہیں دیکھی..." لڑکی نے بُرا سا مُنہ بنا کر کہا۔ پھر صفدر کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ کبھی کبھی گھبرائی ہوئی نگاہوں سے اِدھر اُدھر بھی دیکھنے لگتی تھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کو کسی طرف سے ناگہانی حملے کا خدشہ رہا ہو۔

"ٹھیک ہے۔" صفدر نے ہاتھ اُٹھا کر کہا۔ "فی الحال تم دونوں لڑنا جھگڑنا بند کر دو۔" اس نے سوداگر کی طرف دیکھا۔ "یہ لڑکی اس وقت اتنی پریشان ہے کہ اس سے کوئی سوال نہ کیا جائے تو بہتر ہے۔"

"لیکن جناب؟"

"کچھ نہیں۔" یہ کہہ کر صفدر نے جیب میں ہاتھ ڈال کر اپنا پرس نکالا اور ایک بڑا کرنسی نوٹ کھینچ کر سوداگر کی طرف بڑھا دیا۔ "لو۔ اسے رکھ لو۔ اور اپنی زبان بند رکھنا۔"

سوداگر کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ صفدر نے پہلی نگاہ میں ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ ایک لالچی آدمی ہے۔ اس نے بے تابی سے نوٹ کو جھپٹ لیا اور اپنے لبادے میں چُھپانے کے بعد صفدر کی طرف تشکر آمیز نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ "بہت بہت شکریہ جناب۔"

"کوئی بات نہیں۔" صفدر نے کہا۔ اور لڑکی کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ "چلو میں تمہیں تمہارے گھر تک پہنچا دُوں یا پھر کسی قالین میں ڈُبک کر لیٹنے کا ارادہ ہے؟"

لڑکی نے انکار میں گردن ہلائی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ صفدر بھی اس کے پیچھے چل دیا تھا۔ جب وہ دُکان سے نکلے تو صفدر نے ایک بار پھر کسی کی نگراں آنکھوں کی موجودگی محسوس کی۔

وہ حیران تھا کہ آخر یہ سب کچھ کیا ہے؟ یہ لڑکی کون ہے اور اس قالین میں کیوں لپٹی پڑی تھی؟ یہ بات وہ ذہنی طور پر قبول کرنے کے لیے آمادہ نہیں تھا کہ سوداگر، لڑکی کی موجودگی سے بے خبر رہا ہو

گا۔ وہ کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا تھا اس لیے ان خیالات کو ذہن سے جھٹک کر وہ پوری طرح لڑکی کی طرف متوجہ ہو گیا۔ لڑکی کے علاوہ اس صورتِ حال پر کوئی اور روشنی نہیں ڈال سکتا تھا۔ "سنو لڑکی۔" صفدر نے کہا۔

لڑکی رُک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"میرا نام صفدر ہے۔" صفدر نے اپنا تعارف کرایا۔

لڑکی دلفریب انداز میں مسکرانے لگی۔ پھر اس نے شریر لہجے میں کہا۔ "میں جانتی ہوں مسٹر صفدر۔"

"لیکن کیسے؟" صفدر حیرت کا اظہار کیے بغیر نہ رہ سکا۔

"ایسے کہ میرا نام جولیا ہے۔" لڑکی نے کہا۔ "جولیانا فٹز واٹر۔"

صفدر نے ایک طویل سانس لی۔ اس نے جولیا کی آواز پہچان لی تھی۔ جولیا نے کمال کا میک اپ کیا تھا۔ اسے ندامت کے ساتھ ساتھ جولیا کی بے داغ اداکاری پر خوشی بھی ہو رہی تھی کیونکہ وہ اُسے پہچاننے میں بُری طرح ناکام رہا تھا۔ "میں واقعی تمہیں نہیں پہچان سکا تھا۔"

"میں جانتی ہوں۔ اس وقت میں جس میک اپ میں ہوں اس کے چہرے کو اگر آئینے میں دیکھ لوں تو مجھے خود بھی اپنی ذات پر شبہ ہونے لگے گا۔"

صفدر کے ذہن میں وہ اسپیشل پلاسٹک میک اپ گھوم گیا جو صد فی صد عمران کی ایجاد تھا اور اس کے استعمال سے چہرے واقعی حیرت انگیز حد تک تبدیل ہو جاتے تھے۔ "اِدھر سے آگے چلتی رہو۔" صفدر نے کہا۔ "کیا تم مختصراً مجھے اس قالین کا راز نہیں بتاؤ گی۔ مارے تجسّس کے میرا دم گھٹا جا رہا ہے۔"

"فی الحال اس قصّے کو یوں ہی رہنے دو۔ میرا خیال ہے، ہمیں بازار میں ان باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔"

"اوہ..." صفدر بھی محتاط ہو گیا۔

دونوں خاموشی سے آگے بڑھنے لگے۔ اس وقت بھی وہ ایک بھرے پُرے بازار سے گزر رہے تھے۔ "کیا کوئی ہماری نگرانی کر رہا ہے؟" صفدر نے کہا۔ دراصل وہ یقین کرنا چاہتا تھا کہ کہیں اس کی چھٹی حس اُسے دھوکا تو نہیں دے رہی ہے۔

"ہاں۔ میرا خیال ہے، ہماری نگرانی ہو رہی ہے۔"

جولیا کے اس جواب کے بعد صفدر کا شبہ یقین میں بدل گیا۔ اضطراب سے اس کا دل شدید انداز میں دھڑک رہا تھا اور وہ فوری طور پر کئی ذہنی الجھنوں کو صاف کر لینا چاہتا تھا لیکن جولیا فی الحال باتوں کے موڈ میں نہیں تھی۔ اچانک ایک تیز رفتار کار بازار میں داخل ہوئی اور صفدر اور جولیا سے کچھ فاصلے پر رُک گئی۔ صفدر چوکنا ہو گیا۔ جولیا بھی کسی اچانک حملے کے لیے تیار ہو گئی تھی لیکن اس کار سے کوئی نیچے نہیں اترا البتہ انہیں ایک غیر متوقع بات سے ضرور پالا پڑا۔

"خاموشی سے اس کار کی طرف بڑھو۔" ایک خوفناک آواز سُنائی دی۔ "میرے ریوالور کا رُخ تم دونوں کی طرف ہے۔ تم میں سے جس نے بھی کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی اُسے فوراً ہی اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ چلو آگے بڑھو۔"

صفدر کو ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی کا احساس ہوا۔ اب یہ یقین کرنے میں کوئی عار نہیں تھا کہ وہ شروع سے ہی ان لوگوں کی نگاہ میں تھا اور وہ اسے کسی مناسب موقع پر ہی گرفتار کرنا چاہتے تھے۔ "مناسب موقع؟" صفدر نے حیرت سے غور کیا۔ گویا ان لوگوں کو یہ توقع تھی کہ وہ جولیا سے ضرور ملاقات کرے گا۔ اب اُسے کچھ زیادہ ہی الجھن ہونے لگی تھی۔ جولیا کے چہرے سے اس کے دلی تاثرات کا اندازہ لگانا محال تھا۔ وہ خاموشی سے کار کی طرف بڑھنے لگے۔ صفدر نے ایک بار کندھے کے اوپر سے سر گھما کر دیکھا۔ اس کے تعاقب میں جو کوئی تھا وہ ایک مقامی آدمی تھا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا اس نے مقامی طرز کے کپڑے پہن رکھے تھے۔ ٹھوڑی پر مختصر سی داڑھی اور سر پر پگڑی بندھی ہوئی تھی۔ "گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔" ریوالور والے نے حکم دیا۔

اچانک جولیا پلٹ کر اس ریوالور والے کو گھورنے لگی۔ اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ "کیوں؟" وہ جواباً غرائی۔ "تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟"

"خاموش رہو جولی۔" صفدر نے دھیمے لہجے میں کہا۔ "یہ کرائے کا آدمی معلوم ہوتا ہے ایسے لوگ بہت جلد گھبرا جاتے ہیں اور گھبراہٹ کی حالت میں یہ خطرناک بھی ہو جاتے ہیں۔ انہیں اپنے ہاتھ پیروں پر قابو نہیں رہتا۔"

"میں کہتا ہوں گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔"

"کیا تم ہمیں اپنے شہر کی سیر کرانا چاہتے ہو؟" صفدر نے دوستانہ لہجے میں پوچھا۔ اس کے انداز سے ہلکا سا خوف بھی ظاہر نہیں ہو رہا تھا۔

"اگر تم نے میری بات نہ مانی تو اگلے جہاں کی سیر کے لیے بھیج دیے جاؤ گے۔" ریوالور والے نے خونخوار لہجے میں کہا۔

... اچانک ہی جولیا کی ٹانگ چل گئی۔ ٹھوکر ریوالور والے کی پنڈلی کے سامنے والے حصّے پر پڑی تھی۔ اونچی ایڑی اس کے

ٹخنے سے ٹکرائی اور وہ بُری طرح چیخ پڑا۔ جولیا کا یہ حملہ بہت ہی اچانک تھا۔ ریوالور والے کے چہرے پر کرب کے تاثرات نمودار ہوئے۔ جولیا نے ایک ہی ٹھوکر پر بس نہیں کیا۔ دوسری ٹھوکر سے مقابل کا توازن بگڑ گیا تھا۔ اس کا ریوالور والا ہاتھ اٹھ گیا۔ انگلی پر غیر ارادی طور پر دباؤ بڑھا اور ٹرائیگر دب گیا۔ ایک خوفناک دھماکے سے آس پاس کی عمارتیں گونج اٹھیں اور بازار میں کہرام برپا ہو گیا۔ "اوہ میرا پاؤں" ریوالور والا کراہا۔ وہ پاؤں پکڑ کر زمین پر بیٹھ گیا۔

صفدر نے جولیا کا ہاتھ پکڑ لیا اور دونوں تیزی سے ایک طرف دوڑ پڑے۔

"بہت خوب جولی" صفدر نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "مراکش کی آب و ہوا تمہارے لیے بہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔"

انھوں نے پلٹ کر نہیں دیکھا اور ہر ممکن تیزی سے بھاگتے رہے۔ قریب ہی ایک پھلوں کی دُکان تھی۔ صفدر نے جولیا کا ہاتھ پکڑ کر اُسے اس طرف کھینچ لیا۔ دونوں اُس دُکان کی اوٹ میں پہنچنے کے لیے دوڑنے لگے۔ اس طرح وہ ریوالور والے کی زد سے جلد از جلد دُور پہنچ جانا چاہتے تھے دُکان کے پیچھے پہنچے تو صفدر نے عقب میں دیکھا۔ کار سے چند آدمی اُتر آئے تھے۔ ان میں ایک غیر ملکی تھا جس کو صفدر نے سوٹ کیس کی وجہ سے فوراً پہچان لیا۔ اس کے ساتھی بھی سوٹ میں ملبوس تھے۔ کار سے نکلنے والا غرّایا۔ "پیچھا کرو اور انہیں پکڑ لو۔" اس آواز کے ساتھ ہی کار میں موجود باقی افراد اور مراکشی غنڈے ان کے پیچھے دوڑنے لگے۔ صفدر اور جولیا کی رفتار مزید تیز ہو گئی۔

▲

بازار میں فائرنگ سے بھگدڑ مچ گئی۔ صفدر نے اس وقت بھی جولیا کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ دونوں ہر ممکن تیزی سے اس عذاب سے پیچھا چھڑانے کے لیے دوڑ رہے تھے۔ پھلوں کے ٹوکروں کی اوٹ میں ہونے کے بعد انہیں عقب سے فائرنگ کا خوف نہیں رہا تھا۔ یوں بھی بھرے بازار میں فائرنگ کر کے وہ بدمعاش راہگیروں کو زخمی نہیں کر سکتے تھے اس لیے ان کا اندھا دھند بھاگنا سُود مند ثابت ہو رہا تھا لیکن ابھی تک عقب سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ "تیز دوڑو۔ پکڑو۔" ایک دہاڑ سنائی دی۔

صفدر نے جولیا کی طرف دیکھا۔ اُونچی ایڑی کے سینڈلوں کے باعث اُسے دوڑنے میں دُشواری ہو رہی تھی۔ اس کے باوجود وہ اس سے پیچھے نہیں تھی۔ "میرے قریب رہو۔" صفدر نے دوڑتے ہوئے کہا۔ "اور اپنا سر جھکا کر رکھو معلوم نہیں کب پیچھے سے گولیاں چلنے لگیں۔"

جولیا نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ بُری طرح ہانپ رہی تھی۔

"سامنے سے ہٹو کتے" ایک دہاڑ سنائی دی۔ اس کے بعد شاید غیر ملکی نے راہ میں آنے والے کسی آدمی کے مُنہ پر تھپڑ دے مارا تھا۔ ایک کراہ سنائی دی اور اس کے بعد پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں آنے لگیں۔

صفدر نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ لوگ ابھی بہت پیچھے تھے۔ صفدر حیران تھا کہ آخر وہ اس طرح کب تک بھاگتے رہیں گے؟ اس بھاگ دوڑ کا نتیجہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ بالآخر وہ ان کے سروں پر پہنچ جائیں گے۔ اس نے سوچا کہ اگر ان غیر ملکیوں میں سے کوئی عقل استعمال کرتا تو انہیں پکڑنا زیادہ مشکل نہیں تھا۔ چند آدمی کار میں ان کا پیچھا کر سکتے تھے۔ صفدر کو ایک جگہ مٹی کے بڑے بڑے مرتبان نظر آئے۔ جولیا نے ہانپتے ہوئے کہا۔ "میں اب اور نہیں بھاگ سکتی۔"

"ٹھیک ہے۔ ان مرتبانوں کی طرف چلو" صفدر نے اشارہ کیا اور خود بھی اسی سمت دوڑنے لگا۔

جلد ہی وہ ان مرتبانوں کے قریب پہنچ گئے۔ صفدر بھی اب بُری طرح ہانپنے لگا تھا۔ اسے توقع نہیں تھی کہ مراکش پہنچتے ہی اسے اس قدر ہنگاموں سے دوچار ہونا پڑے گا۔ "میرا خیال ہے ہم یہاں محفوظ رہ سکتے ہیں۔" اس نے کہا۔

"ہاں۔ شاید کوئی اُدھر توجہ نہ دے۔" جولیا نے کہا۔ "ممکن ہے تعاقب کرنے والے جھونک میں آگے ہی آگے بھاگتے چلے جائیں۔"

"ذرا دھیمے لہجے میں۔۔۔" صفدر نے سرگوشی کی۔

وہ مرتبان میں دُبک کر بیٹھ گئے۔ یہ بہت بڑے مرتبان تھے اور ان میں کسی آدمی کو فوراً ہی ڈھونڈ نکالنا مشکل کام تھا۔

"کیا تم اب بھی کچھ نہیں بتاؤ گی؟"

"فی الحال تو اس مصیبت سے پیچھا چھڑاؤ۔"

"یہ مصیبت بھی تمہاری ہی پیدا کی ہوئی ہے۔" صفدر نے مسکرا کر کہا۔

"بعض اوقات مصیبتیں آدمی کو بغیر پیدا کیے ہی مل جاتی ہیں۔" جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ "میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا ہے بہرحال میں تفصیل تمہیں بعد میں بتاؤں گی۔"

صفدر نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور وہی کاغذ کا ٹکڑا نکال لیا جو اسے ایکسٹو نے دیا تھا اور جسے جولیا نے مراکش سے بھیجا تھا۔

"تم نے اس ڈیزائن کا ایک قالین خریدا تھا؟"

جولیا نے گہری نگاہوں سے اس ڈیزائن کی طرف دیکھا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔ "غالباً یہ وہی کاغذ ہے جو میں نے یہاں سے چیف کو بھیجا تھا۔ کیا تم نے اس ڈیزائن پر غور کیا صفدر؟"

"ہاں۔ جب سے دارالحکومت سے چلا ہوں، مُسلسل اسی پر غور کر رہا ہوں لیکن میرے پلّے تو کچھ بھی نہیں پڑا۔ آخر تمہیں اس میں کیا بات نظر آئی تھی؟"

"چیف نے کچھ اندازہ لگایا۔"

"نہیں۔ وہ بھی اندھیرے میں ہے۔"

"اوہ..." جولیا کے ہونٹ سکڑ گئے۔

"البتہ حضرتِ عمران نے چند گوہر افشانیاں کی تھیں۔" صفدر نے مسکرا کر کہا۔ "اُن کے نظریات کا اظہار اس وقت کروں گا جب تم مجھے پورے حالات سے آگاہ کر دو گی۔"

جولیا نے کڑے تیوروں سے اس کی طرف دیکھا۔ "میرا خیال ہے اس جگہ بیٹھ کر کوئی کہانی نہیں سنائی جا سکتی۔"

"ہمارے پاس بہت وقت ہے۔" صفدر نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔ "تم اطمینان سے پوری کہانی سنا سکتی ہو۔ اس عرصے میں تعاقب کرنے والے دور نکل جائیں گے اور ہمارے لیے میدان صاف ہو جائے گا۔ ویسے کیا تمھیں کوئی حادثہ پیش آیا تھا؟"

"وہ قالین میں نے بازار سے خریدا تھا۔" جولیا نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "اس قالین کا ڈیزائن میرے لئے تجسس اور حیرت کا باعث تھا۔ اس لیے میں نے اسے خرید لیا۔ قالین خریدنے کے بعد میں نے ایک ٹیکسی رُکوائی اور ایک آدمی کو اشارہ کیا کہ اسے کار میں رکھ دے۔ وہ یک چشم مراکشی مزدور تھا۔"

"اور اس نے تمہاری کھوپڑی پر ریوالور کا دستہ آزما ڈالا۔" صفدر نے کہا۔ "پھر تمہیں اس قالین میں لپیٹ کر حامد کی دُکان میں پہنچا دیا۔ یہی بات تھی نا؟"

اچانک وہ دونوں ہی چونک پڑے۔ سامنے والے دو مرتبان چھنا چُور ہو گئے۔ کسی نے پوری قوت سے ان پر ٹھوکریں آزمائی تھیں۔ اس سے پہلے کہ انہیں صورتِ حال کا اندازہ ہوتا، ایک ریوالور والا آدمی ان سے چند قدم کے فاصلے کھڑا انہیں کڑے تیوروں سے گھور رہا تھا۔ "اوہ۔ صفدر!" جولیا کے حلق سے ایک کراہ نکل گئی۔ "ہمیں تلاش کر لیا گیا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" آنے والا غرّایا۔ "خاموشی سے باہر نکل آؤ۔"

اس نے جارحانہ انداز میں ریوالور کو حرکت دی۔

وہ ایک غیر ملکی تھا۔ صفدر نے اس کی آنکھوں میں دیکھا وہ خطرناک آدمی نظر آ رہا تھا۔ "باہر نکلو۔" وہ دوبارہ غرّایا۔

صفدر نے جولیا کو اشارہ کیا۔ دونوں تھکے تھکے انداز میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ "لیکن..." اس نے کچھ کہنا چاہا۔

"کچھ نہیں..." ریوالور والے نے سفاک لہجے میں صفدر کی بات کاٹ دی۔ "خاموش رہو۔"

"میں پوچھتی ہوں یہ کیا ہو رہا ہے؟" جولیا کا لہجہ ہسٹریائی تھا۔

"خاموش رہو۔" غیر ملکی دوبارہ غرّایا۔

"میں اس بھاگ دوڑ سے تنگ آ گئی ہوں۔" جولیا نے پاؤں پٹخ کر کہا۔ "میں ایک سوئیس ٹورسٹ ہوں۔ مجھے حیرت ہے کہ تم لوگ ہاتھ دھو کر میرے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔"

"میں کہتا ہوں ہاتھ اٹھا کر باہر نکل آؤ۔"

"میں اس بات کو مقامی حکّام کے علم میں لاؤں گی۔" جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔ "میرا خیال ہے تب ہی تمہاری یہ غنڈہ گردی ٹھیک ہو گی۔"

"اسے باتوں میں لگائے رکھو۔" صفدر نے سرگوشی کی۔

ریوالور والا ان سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑا قہر آلود نگاہوں سے باری باری انہیں گھور رہا تھا۔ غالباً وہ ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر پایا تھا کہ جولیا کے اس احتجاج کے جواب میں کس رویّے کا اظہار کرے۔

"تم کیا چاہتے ہو؟" جولیا نے پوچھا۔

"خاموشی سے میرے ساتھ چلو۔"

"کہاں؟" جولیا نے سوال کیا۔

"جہاں میں تمہیں لے جانا چاہتا ہوں۔"

"میں تمہاری پابند نہیں ہوں۔"

"یہ ریوالور دیکھ رہی ہو۔" غیر ملکی نے سرد لہجے میں کہا۔ "اس کی ایک جھلک بڑے بڑے ہٹ دھرموں کو سیدھا کر دیتی ہے۔"

"میں تم سے خوفزدہ نہیں ہوں۔"

"خوفزدہ ہونے کے لیے تمہیں کون کہہ رہا ہے۔" ریوالور والے نے قہقہہ لگا کر کہا اور کندھے کے اوپر سے عقب میں دیکھا۔ شاید وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس کا کوئی ساتھی بھی ادھر متوجہ ہے یا نہیں۔ یہ ذرا سی مہلت صفدر کے لیے کافی تھی اس نے ایک مرتبان اٹھایا اور پوری قوت سے ریوالور والے کی طرف پھینک دیا۔ مرتبان کو دیکھتے ہی اس نے فائر کر دیا۔ مرتبان اس کے سینے پر جا گرا۔ سینے پر لگتے ہی اس کا ریوالور والا ہاتھ اٹھ گیا تھا۔ فائر ہُوا لیکن گولی اوپر فضا میں کہیں غائب ہو گئی۔

مرتبان خاصا وزنی تھا۔ اس کے ٹکراتے ہی ریوالور والا اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا۔ وہ بُری طرح لڑکھڑایا اور اس کے حلق سے ایک کراہ نکل گئی۔ اس دوران میں صفدر اس کے سر پر پہنچ گیا تھا۔ اُس نے پوری قوت سے ٹھوکر ماری۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔

"صفدر۔ بھاگو۔" جولیا چلائی۔

ریوالور والا دونوں ہاتھوں سے پیٹ سنبھالے زمین پر بیٹھ گیا۔ صفدر نے دوسری ٹھوکر ماری۔ یہ ٹھوکر اس کے جبڑے پر لگی۔ غیر ملکی کے حلق سے ایک دلدوز چیخ نکل گئی۔

بازار میں فائرنگ اور بھاگ دوڑ کی وجہ سے کافی شور تھا۔ اس لئے کوئی خصوصیت سے اُدھر متوجہ نہیں ہُوا۔ غیر ملکی کے باقی ساتھی ادھر اُدھر بکھرے ہوئے تھے۔ انہوں نے فائر کی آواز سن کر اس طرف دیکھا لیکن مرتبانوں کی اوٹ میں انہیں کچھ بھی نظر نہ آیا۔ غالباً اسی وجہ سے کسی نے اُدھر آنے کی زحمت نہیں کی۔

صفدر کی دوسری ٹھوکر کارگر ثابت ہوئی۔ غیر ملکی کے حواس گُم ہو گئے۔ اس نے کچھ اس انداز سے سر کو جھٹکا۔ جیسے کسی چیز کو جھاڑ رہا ہو۔ لیکن سر جھٹکنا اس کے لئے فائدے مند ثابت نہیں ہُوا۔ وہ لہرایا اور زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ صفدر نے اس کی ٹانگیں پکڑیں اور اسے مرتبانوں کے پیچھے گھسیٹ لیا۔ جولیا چند لمحوں تک تو صفدر کی طرف دیکھتی رہی ... پھر اس نے جھک کر ریوالور اٹھا لیا اور ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ "ٹھیک ہے دوست۔" صفدر نے ہانپتے ہوئے بے ہوش آدمی سے کہا۔ "فی الحال تو تم یہاں آرام کرو۔ میرا خیال ہے جلد ہی تمہارے ساتھی ادھر آ جائیں گے۔ مجھے ان کا بھی بندوبست کرنا ہے۔"

جولیا مرتبانوں کی اوٹ سے سڑک کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اچانک اس کی نگاہ چار آدمیوں پر پڑی۔ ان میں دو غیر ملکی تھے اور باقی دونوں مراکش کے غنڈے تھے۔ جولیا نے لباس اور حُلیے سے اندازہ لگایا۔ ان کا رُخ مرتبانوں کی طرف تھا۔ "صفدر۔" اس نے سرگوشی کی۔ "چار آدمی ادھر آ رہے ہیں۔"

"آنے دو۔ میں استقبال کے لئے تیار ہُوں۔ ہم فی الحال یہاں سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ ممکن ہے ان لوگوں نے چاروں طرف سے راستہ گھیر رکھا ہو۔" یہ کہہ کر صفدر اپنی بیلٹ کھولنے لگا۔ بیلٹ کے اندرونی حصے میں ایک ڈبیہ تھی۔ اس نے ڈبیہ نکالی اور اس کا ڈھکنا کھول کر ایک ننھا سا بم نکال کر ہتھیلی پر رکھ لیا۔

"اوہ زیرو بم۔" جولیا بڑبڑائی۔

"ہاں ... میں دارالحکومت سے پوری طرح تیار ہو کر آیا تھا۔" صفدر نے کہا۔ "لیکن مجھے توقع نہیں تھی کہ اتنی جلدی ہنگامہ شروع ہو جائے گا۔"

زیرو بم دراصل ایک سُرخ کیپسول تھا۔ صفدر نے اس کے ایک طرف لگی ہوئی باریک سی پن نکال لی۔ پھر زیرو بم کو ایک مرتبان میں پھینک کر اُس نے فوراً ہی مرتبان کو لڑھکا دیا۔ مرتبان میں ایک ہلکا سا دھماکہ ہُوا۔ اور گہرا دُھواں بلند ہونے لگا۔ یہ دُھواں اس قدر تیزی سے پھیل رہا تھا کہ خود ان دونوں کو حیرت ہو رہی تھی۔

"پرلیسٹو۔ ادھر دیکھو۔" ایک آدمی چیخا۔

دُھواں اب گاڑھا ہونے لگا تھا۔ وہ چاروں اس وقت مرتبانوں کے قریب پہنچ چکے تھے۔ دُھوئیں نے انہیں فوراً ہی لپیٹ میں لے لیا۔ کئی آدمیوں کے کھانسنے کی آوازیں سُنائی دینے لگیں۔ ایک نے تو باقاعدہ بُرا بھلا کہنا بھی شروع کر دیا تھا۔ دُھوئیں کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے اور حلق میں خراش محسوس ہونے لگی تھی۔ وہ بُری طرح ہانپ رہے تھے اور یہ ہانپنا ہی ان کے لئے خطرناک ثابت ہو رہا تھا۔

بم سے دُھواں اُٹھتے ہی صفدر نے جولیا کا ہاتھ تھام لیا اور دونوں مرتبانوں کی اوٹ سے نکل کر ایک بار پھر دوڑنے لگے۔

اس مرتبہ ان کی رفتار پہلے سے کہیں تیز تھی اور وہ بازار کی مخالف سمت میں جا رہے تھے۔ "میرا خیال ہے اب ان میں سے کوئی ہمارے پیچھے نہیں آئے گا۔" صفدر نے کہا... اور پھر بُری طرح چونک پڑا۔ جولیا بھی رک گئی اور دونوں آنکھیں پھاڑے سامنے گھورنے لگے۔

اس وقت وہ جس راستے پر دوڑ رہے تھے اس پر کچھ آگے چند آدمی کھڑے تھے۔ صفدر ان کے کھڑے ہونے کا انداز دیکھ کر ٹھٹک گیا تھا۔ وہ جس طرح راستے میں کھڑے تھے صفدر اور جولیا کو ان کے درمیان سے گزر کر ہی آگے بڑھنا تھا لیکن یہ اب ممکن نہیں تھا۔

یہ مراکشی غنڈوں کا گروہ تھا۔ ان کے تیور بتا رہے تھے کہ ان پر ہاتھ ڈالے بغیر نہیں رہیں گے۔ صفدر نے فوراً ہی بغلی ہولسٹر سے ریوالور نکال لیا۔ جولیا کے ہاتھ میں اس بے ہوش غیر ملکی کا ریوالور تھا لیکن بھاگتے وقت وہ نہ جانے کب اس کے ہاتھ سے گر گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ صفدر ان پر فائر جھونک مارتا، وہ دندناتے ہوئے آگے بڑھے۔ اور پھر اچانک ہی صفدر کو محسوس ہُوا کہ ان کی تعداد اُس کے اندازے سے کہیں زیادہ ہے۔ وہ ان کے نرغے میں پھنس گئے اور

صفدر کے دل میں ریوالور استعمال کرنے کی حسرت ہی رہ گئی۔ بیک وقت کئی آدمی ان دونوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ لاتوں اور گھونسوں کے طوفان میں صفدر اور جولیا کو کچھ سجھائی ہی نہیں دے رہا تھا۔

صفدر ایک آدمی سے لپٹ گیا لیکن اس سے کیا ہو سکتا تھا وہاں تو بے شمار غنڈے تھے جنہوں نے چند ہی لمحوں میں اس کا بھرکس نکال دیا تھا۔ "اوہ برے پھنسے!" صفدر غرایا۔

جولیا بری طرح چیخ رہی تھی۔ غصّے سے صفدر کا عجیب عالم تھا لیکن وہ اس وقت جولیا کے لیے تو درکنار خود اپنے بچاؤ کے لیے بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ ایک کے بعد دوسری چوٹ یوں پڑ رہی تھی جیسے وہ مسلسل کسی گرنے والے ہتھوڑے کے نیچے پڑا ہو۔ صفدر نے آخری بار کوشش کی اس کا ہاتھ ایک مراکشی غنڈے کے جبڑے پر پڑا۔ چوٹ شدید تھی۔ اور غنڈے کی چیخ بھی سنی تھی یقیناً اُس کا جبڑا ٹوٹ گیا ہوگا لیکن صفدر کو اس کی طرف توجہ دینے کی بجائے اپنی کھوپڑی میں نمودار ہونے والے تاروں کی فکر تھی۔ جن کی تعداد میں ہر لمحے اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ جولیا کی چیخ ایک بار پھر سنائی دی۔

شور و غل اس حد تک بڑھ گیا تھا کہ اب صفدر کے لئے کسی کی آواز کو شناخت کرنا بھی دشوار تھا۔ وہ زمین پر گر پڑا۔ غنڈوں نے اس پر ٹھوکریں برسانی شروع کر دیں۔ صفدر ریوالور ہی ٹٹولتا رہ گیا۔ جو نہ جانے کب اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ ہر چوٹ اُسے اندھا کر رہی تھی۔ صفدر نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس حالت میں پٹنے سے بہتر ہے کہ فرار ہو جائے لیکن اب تو فرار ہونا بھی اس کے اختیار میں نہیں تھا۔ دفعتاً اس کے پیٹ پر ایک ٹھوکر پڑی۔ وہ کراہا اور پھر کسی نے اس کی کھوپڑی کو نشانہ بنایا۔ صفدر کے دونوں ہاتھ سر کی طرف بلند ہوئے لیکن کھوپڑی سنبھالنے سے پہلے ہی اس کے حواس ساتھ چھوڑ گئے۔

... وہ بے سُدھ پڑا تھا اور اس پر ٹھوکریں برس رہی تھیں۔



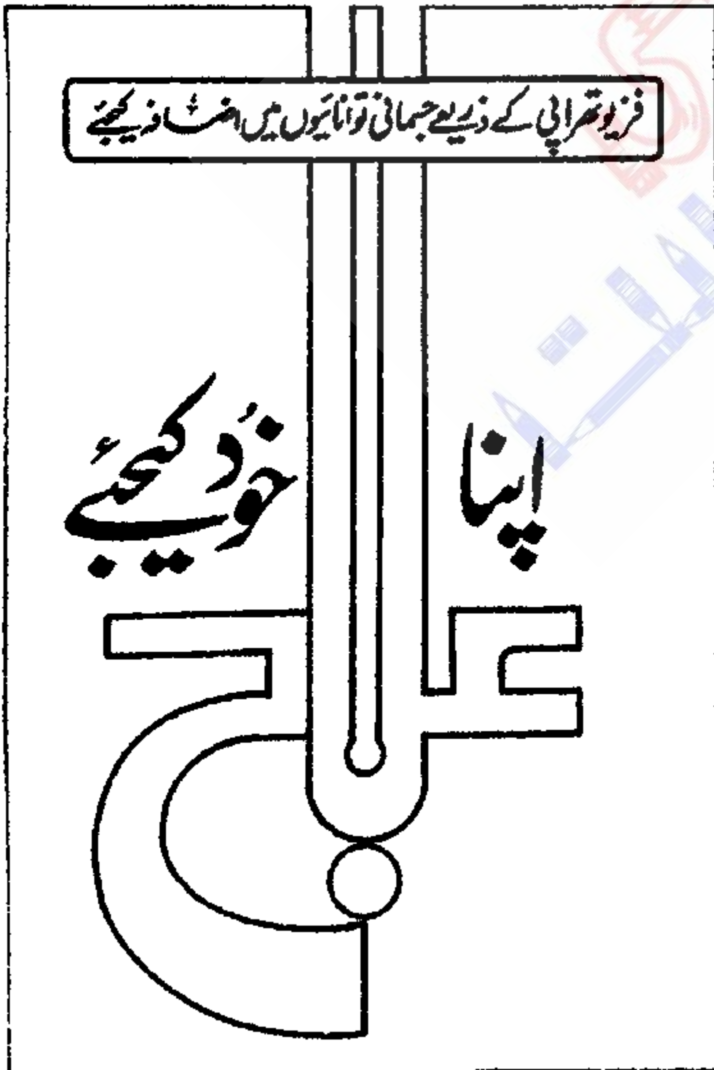
وہ ایک جسیم آدمی تھا۔ ۔ ۔ اور چہرے کے کرخت تاثرات اس کے سفاک ہونے کی دلیل تھے۔ اس کی آنکھیں خون رنگ تھیں جبڑے بھاری اور ہونٹ بھدّے تھے اس نے گول پھندنے دار ٹوپی پہن رکھی تھی۔ اس کے جسم پر مراکش کے مقامی لوگوں جیسا ڈھیلا ڈھالا لباس تھا جو پیروں تک ڈھلکا ہوا تھا لیکن یہ لباس انتہائی قیمتی تھا۔ اس کے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں انگشتریوں سے بھری ہوئی تھیں جن میں بیش قیمت ہیرے جگمگا رہے تھے۔ وہ اس وقت باتیں کرنے والے ایک طوطے کے قریب کھڑا تھا۔ اس کے سینے پر جھالر سی نظر آرہی تھی۔ طوطا باتیں کر رہا تھا۔ وہ ان باتوں پر مسکرا رہا تھا لیکن اس کی مسکراہٹ سے بے رحمی اور سفاکی ظاہر ہو رہی تھی اگرچہ اس وقت بظاہر وہ طوطے سے باتوں میں مصروف تھا لیکن درحقیقت اس کے کان کسی آہٹ پر لگے ہوئے تھے۔ کبھی کبھی وہ نگاہ اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھ لیتا تھا۔ جب کچھ دیر گزر گئی تو وہ بے تابی سے کمرے میں ٹہلنے لگا۔

کمرے میں قیمتی قالین بچھا ہوا تھا۔ اس کے چلنے سے آہٹ نہیں ہو رہی تھی لیکن اس کے سانس لینے کا انداز اس قدر پُرشور تھا کہ آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔ "کیا تم شادی کرو گے؟" اس نے طوطے سے سوال کیا۔

طوطا اس کے کہے ہوئے جملے کو دہرانے لگا۔ طوطے کی تیکھی آواز سن کر وہ کھِل کھِلا کر ہنس پڑا۔ ہنسنے کے انداز میں درندگی کی جھلک تھی۔ اس کا قہقہہ گونج دار تھا۔ وہ رک کر طوطے کو گھورنے لگا۔ "میرا خیال ہے قیدی آ رہے ہیں۔" اس نے کہا۔

طوطے نے اس کی بات دہرا دی۔

"ٹھیک ہے۔" اس آدمی نے گونج دار آواز میں کہا۔ "تم سے پھر باتیں ہوں گی پیارے۔ فی الحال میں ان قیدیوں کو دیکھنا چاہتا ہوں۔"



کہکشاں بک سیلرز پوسٹ بکس نمبر ۲۲۵۶ ناظم آباد ۵ کراچی

برابر کے کمرے میں کسی کے چلنے کی آوازیں اُبھریں۔ اور ایک دروازہ دھماکے سے بند ہُوا۔ پھر ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ وہ عورت بُری طرح چیخ رہی تھی اور ایک آدمی بار بار اُسے ڈانٹ کر خاموش رہنے کا حکم دے رہا تھا۔ وہ نپے تلے قدموں سے چلتا ہُوا اس کمرے میں داخل ہُوا۔

جولیا اور صفدر اس وقت ہوش میں تھے۔ ان کے گرد کئی آدمی کھڑے تھے۔ یہ سب مقامی غنڈے تھے۔ ان کے چہروں سے وحشت برس رہی تھی۔ جُولیا بُری طرح چیخ رہی تھی۔ ایک آدمی نے عقب سے اس کے دونوں بازو جکڑ رکھے تھے۔ "میں کہتی ہُوں مجھے چھوڑ دو۔"

صفدر دروازے کی طرف متوجہ ہُوا۔ اس نے گہری نگاہ سے اس جسیم آدمی کو دیکھا جو اسی لمحے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ جولیا بھی یک دم خاموش ہوگئی۔ نہ جانے کیوں اس شخص کی آنکھیں دیکھ کر صفدر کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی کی لہر سی دوڑتی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ اندر داخل ہونے کے بعد سیدھا ان کے سامنے پہنچا اور رک گیا۔ جولیا خود کو چھڑانے کے لئے جدوجہد کر رہی تھی۔ صفدر کے بھی دونوں ہاتھ پشت پر تھے اور ایک آدمی نے اسے جکڑ رکھا تھا۔

"بہت خوب۔" اس آدمی نے جُولیا کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ "تم حسین ہونے کے ساتھ ساتھ غصیلی بھی ہو۔"

"بکواس مت کرو۔" جولیا غرائی۔

"گستاخ بھی ہو۔" اس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"میں پوچھتی ہُوں مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے؟" جولیا غرائی۔ "میرا تم ٹھگوں کے گروہ سے کیا تعلق ہے؟"

نو وارد بے رحمی سے ہنس پڑا۔

"میں حُکّام سے شکایت کروں گی۔"

"یہاں صرف میرا حکم چلتا ہے' لڑکی۔" اس شخص نے اپنی داڑھی میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا۔

"میں پوچھتی ہُوں ....؟"

"یہاں کسی بات کا جواب نہیں دیا جاتا۔" جولیا خاموش ہو گئی۔ اسے اپنے ہاتھ پیروں میں کپکپی سی محسوس ہو رہی تھی۔ اس بار نو وارد کا لہجہ کچھ ایسا ہی بھیانک تھا۔ "میرا نام لیونگرا ہے۔" اس آدمی نے کہا۔

"مجھے تو تم علی بابا نظر آرہے ہو۔" جولیا غرائی اور اس کے باقی آدمیوں کی طرف قہر آلود نگاہ سے دیکھ کر کہا۔ "اور یہ سب تمہارے چالیس چور ہیں۔"

"اوہ۔ تم میں مزاح اور طنز کی حس بھی موجود ہے۔" اس آدمی نے جولیا کو قہر آلود نظروں سے دیکھا۔ اب اس کے جبڑوں کا گوشت حرکت کرنے لگا تھا۔ یہ غصّے کی علامت تھی۔ اسے غصّے میں دیکھ کر جولیا کے ذہن میں وہ درندہ گھوم گیا جو انتہائی خاموشی سے لیکن نفرت اور کینے سے بھرپور جذبات کے ساتھ اپنے شکار کی طرف بڑھ رہا ہو۔

"میرا تعلق ایک عالمی تنظیم سے ہے۔" لیونگرا نے سرد لہجے میں انکشاف کیا... "تمہیں اس تنظیم کے بارے میں خوب اچھی طرح معلوم ہوگا۔ بہرحال' میں اس تنظیم کا مقامی باس ہُوں۔"

"تم گدھے ہو۔" جولیا پاؤں پٹخ کر بولی۔

"خاموش۔" اس بار لیونگرا کی غراہٹ درندگی سے بھرپور تھی۔ اس کی آنکھوں میں اتنی سُرخی نظر آئی جیسے ان میں خون اتر آیا ہو۔ "اگر اب تم نے ایک بھی نازیبا لفظ مُنہ سے نکالا تو یہ قینچی کی طرح چلتی ہوئی زبان کاٹ دی جائے گی۔"

"تم کیا چاہتے ہو؟"

"قالین ..." لیونگرا نے کہا۔

"کیسا قالین؟" جولیا نے حیرت سے پوچھا۔

"میں اسی قالین کی بات کر رہا ہُوں جسے تم نے حال ہی میں خریدا تھا۔" لیونگرا نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا "کیا تم اس بات سے انکار کرنا چاہتی ہو کہ تم نے ایک قالین خریدا تھا؟"

"لیکن تم اس جیسے بیسیوں قالین بازار سے خرید سکتے ہو۔"

"نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو تمہیں یہاں لانے کی ضرورت نہیں تھی۔ مجھے خوبصورت عورتوں سے دلچسپی ضرور ہے لیکن میں محبت کے معاملے میں رضامندی کا قائل ہُوں۔"

"اس قالین میں ایسی کیا بات ہے؟" جولیا نے حیرت سے پوچھا۔

لیونگرا چند لمحوں تک جُولیا کو گھورتا رہا پھر یکایک ہنس پڑا۔ جولیا کے ذہن میں وہ فلمی دیو گھوم گیا جس کے قہقہوں سے در و دیوار تک کانپ جاتے ہیں۔ "ننھی گڑیا..." لیونگرا نے عجیب سے لہجے میں کہا۔ "اس قالین پر مہارت سے ایک انتہائی اہم فارمولا بنایا ہے۔"

"فارمولا..." جولیا کے لہجے میں بدستور حیرت تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ باتوں ہی باتوں میں اُسے چند ایسے حقائق کا علم ہو جائے جن کو جاننے کے لیے وہ خود بھی بے چین تھی "کیسا فارمولا؟" اس نے دریافت کیا۔

"چند انتہائی مہلک دواؤں کا فارمولا..." لیونگرا نے کہا۔ "بہرحال ان فضول سوالات کی بجائے یہ بتاؤ کہ وہ قالین کہاں ہے؟"

"اس کے لیے تمہیں ایک آدمی کو تلاش کرنا پڑے گا۔"

"کیا مطلب؟" وہ چونک پڑا۔

"اس آدمی کی ایک آنکھ غائب ہے۔" جولیا نے کہا۔

"کیا کہہ رہی ہو لڑکی؟" یونگرا دہاڑا۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔ اس ایک آنکھ والے بدمعاش نے میرا وہ قالین چوری کر لیا ہے۔" جولیا سوچ میں پڑ گئی۔ کچھ دیر بعد اس نے نگاہ اٹھا کر دوبارہ کہا۔ "اس کا نام کافران ہے تم اسے تلاش کر کے قالین حاصل کر سکتے ہو۔"

"اوہ، تم یوں نہیں مانو گی۔" یونگرا نے خوفناک لہجے میں کہا۔ "کیا تم مجھے بالکل ہی احمق سمجھ رہی ہو لڑکی۔ اس کہانی پر کون یقین کر سکتا ہے۔"

"اتفاق سے یہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔" صفدر نے کہا۔

یونگرا خوفناک انداز میں اس کی طرف پلٹا۔

"یہ حقیقت ہے کہ اس لڑکی کو کچھ معلوم نہیں ہے۔" صفدر نے دوبارہ کہا۔ "یہ قالین کے بارے میں جو کچھ کہہ رہی ہے، وہ ٹھیک ہے۔ اسے چھوڑ دو۔"

"تم خاموش رہو۔" ایک غیر ملکی نے آگے بڑھ کر صفدر کے رخسار پر طمانچہ مارتے ہوئے کہا۔ "تمہاری زبان بالکل بند رہنی چاہیئے۔"

صفدر کا خون کھول گیا۔ طمانچہ لگتے وقت اس کے دونوں ہاتھ پچھلے آدمی کی گرفت سے نکل گئے۔ صفدر تڑپ کر آگے بڑھا اور اس کا گھونسہ غیر ملکی کی ٹھوڑی کے نیچے پڑا تھا۔ چوٹ اتنی شدید تھی کہ غیر ملکی کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ الٹ کر گر گیا۔ اس کی کھوپڑی دیوار کے ساتھ اتنے زور سے ٹکرائی کہ چٹخنے کی آواز سب کو سنائی دی۔ پھر کئی آدمی صفدر سے لپٹ گئے۔ یونگرا نے صفدر کی طرف تعریفی نگاہ سے دیکھا۔ "تم واقعی ایک بہادر آدمی ہو۔" اس نے نرم لہجے میں کہا۔ "تم نے جس انداز میں ایک آدمی کو ہلاک کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارے ہاتھ پیر بھی خوب مضبوط ہیں۔" وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا صفدر کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

صفدر کو اس کی آنکھیں اپنی آنکھوں میں چبھتی محسوس ہو رہی تھیں۔ لال انگاروں کی طرح دہکتی ہوئی آنکھیں۔۔۔ "ہم آپس میں ابھی پوری طرح متعارف نہیں ہیں۔" وہ بدستور نرمی سے بولا۔ "لیکن میرا خیال ہے کہ ہم ایک دوسرے کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔"

"ہاں۔۔۔ میں تمہیں جانتا ہوں۔" صفدر نے کہا۔

"تو پھر۔" یونگرا نے دہاڑتی ہوئی آواز میں کہا۔ "اب تمہارے ہاتھ پاؤں قابو میں رہنے چاہئیں۔"

"میں کسی گیدڑ بھپکیوں میں۔۔۔"

"خاموش رہو۔۔۔" یونگرا کی دہاڑ سے کمرہ گونج اٹھا۔

صفدر نے سختی سے ہونٹ بھینچ لیے۔ اس وقت وہ جس صورتِ حال سے دوچار تھا اس میں اسے صبر و تحمل سے ہی کام لینا چاہیئے تھا کیونکہ بعض اوقات آدمی غیر ارادی طور پر بھی کچھ نہ کچھ کر گزرتا ہے اور بعد میں پچھتاتا ہے۔

"کیا تم وہ قالین میرے حوالے کرنے کے لیے تیار ہو۔" یونگرا نے جولیا کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ قالین میرے پاس نہیں ہے۔"

"سنو لڑکی۔ تم بلاوجہ ضد میں اپنے آپ کو نقصان میں ڈال رہی ہو۔" یونگرا نے تنبیہہ کی۔ "وہ قالین تم نے کتنے میں خریدا تھا؟"

"پانچ ہزار۔۔۔"

"تمہیں یہ رقم ادا کی جا سکتی ہے۔"

"لیکن وہ قالین میرے پاس نہیں ہے۔" جولیا جھلا گئی۔

"دس ہزار!"

"بکتے رہو۔" جولیا نے منہ پھیر لیا۔

"اس کا مطلب ہے تم ہٹ دھرمی سے باز نہیں آؤ گی۔" یونگرا نے سرخ سرخ آنکھوں سے جولیا کی طرف دیکھا اور پھر اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ "ٹھیک ہے۔ میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔" یہ کہہ کر وہ اپنے آدمیوں کی طرف متوجہ ہوا۔ "لے جاؤ اور انہیں پانی کے عذاب کا مزا چکھاؤ۔"

یونگرا کے آدمیوں نے اثبات میں سر ہلایا۔ جولیا بری طرح چیخنے لگی۔ وہ یونگرا اور اس کے ساتھیوں کو خوب برا بھلا کہہ رہی تھی لیکن ان میں سے کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ یونگرا بے اعتنائی سے ان دونوں کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کے آدمی جولیا اور صفدر کو گھسیٹتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ جولیا ایک ایسی ٹورسٹ لڑکی کا کردار ادا کر رہی تھی جسے معمولی معمولی باتوں پر غصہ آ جاتا تھا اور وہ خود کو ایک عام اور ان معاملات سے دور لڑکی ظاہر کرنا چاہتی تھی۔

پانی کے عذاب کا جولیا اور صفدر دونوں ہی کو اندازہ تھا۔ بلاشبہ وہ ایک عذاب ہی تھا بلکہ اگر عذاب سے بڑھ کر کوئی لفظ

ہوتا تو وہ اسے وہی نام دیتے۔ صفدر کو افسوس ہونے لگا کہ اس نے جلد بازی کا مظاہرہ کر کے اپنی اور جولیا دونوں کی زندگی خطرے میں ڈال دی ہے۔



دارالحکومت میں بلیک زیرو اور عمران اس وقت دانش منزل کے ساؤنڈ پروف کمرے میں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ ان کے چہروں سے گہری اداسی اور فکرمندی کا اظہار ہو رہا تھا۔ صفدر کو دارالحکومت سے گئے تین روز ہو گئے تھے۔ اس نے اب تک صرف دو مرتبہ کال کی تھی لیکن صرف یہی بتا سکا تھا کہ وہ جولیا کا سراغ لگانے میں کامیاب نہیں ہوا۔ عمران نے اُسے بحیثیت ایکسٹو حکم دیا تھا کہ وہ جدوجہد جاری رکھے اور ہر غیر معمولی بات کو اس تک پہنچاتا رہے۔ "میرا خیال ہے، وہ بھی کہیں پھنس گیا ہے؟" بلیک زیرو نے کہا۔

"معلوم نہیں کیا چکر ہے۔" عمران بڑبڑایا۔

"کیا آپ پسند کریں گے کہ میں مراکش چلا جاؤں؟"

"اور اگر تم بھی وہاں جا کر پھنس گئے تو...؟" عمران نے عجیب سے لہجے میں کہا۔ "دراصل غلطی میری ہی ہے۔ مجھے پہلے سے اِس معاملے کو اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہیے تھا۔"

"لیکن صفدر ایک ہوشیار ایجنٹ ہے، جناب۔"

"اسی لیے تو پھنس گیا ہے۔" عمران بڑبڑایا۔ "بعض اوقات ایسے موقعوں پر مجھ جیسے احمق زیادہ کامیاب رہتے ہیں۔"

"کیا آپ مراکش جانا چاہتے ہیں؟"

"اس کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں۔"

"آخر آپ اس قالین کے لیے اتنے بے تاب کیوں ہیں؟"

"وہ ایک اڑن قالین ہے۔" عمران غرایا۔ "اس پر بیٹھ کر شہر کے اوپر چکر لگایا کروں گا۔ یوں صحن میں بیٹھی ہوئی عورتوں کی تاک جھانک میں آسانی رہے گی اور..." وہ خاموش ہو گیا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ کسی خاص نتیجے پر پہنچ گیا ہو۔

بلیک زیرو گہری توجہ سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے عمران کو سر اٹھا کر اپنی طرف دیکھتے اور مسکراتے پایا۔

"بہرحال، فرزند۔" عمران نے چیونگم کا ریپر تھوکتے ہوئے کہا۔ "وہ ایک انتہائی اہم فارمولا ہے جسے بین الاقوامی مجرموں کے گروہ نے ایک ماہر سے خاص طور پر حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس فارمولے کو ہر حال میں حاصل کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ غلط ہاتھوں تک پہنچ گیا تو چند دنوں بعد دُنیا کو ایک بار پھر مزدود کی خدائی کا عذاب جھیلنا پڑے گا۔"

"آپ کا فرمانا بجا ہے لیکن..."

"میں ہمیشہ ٹھونک بجا کر ہی فرماتا ہوں۔" عمران نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "فی الحال تم میری روانگی کے انتظامات مکمل کر دو۔ میں خود جا کر دیکھتا ہوں کہیں ان دونوں نے موقع پا کر شادی نہ کر لی ہو۔"

"کن دونوں نے؟" بلیک زیرو نے حیرت سے کہا۔

"صفدر اور جولیا۔" عمران غرایا۔ اس کے نتھنے پھُولنے پچکنے لگے۔ "اور ممکن ہے وہ دونوں اس اڑن قالین پر ماہِ زفاف منانے نکل گئے ہوں۔"

بلیک زیرو مسکرا کر رہ گیا۔

"کیا تمہیں اس مقام کا علم ہے جہاں سے ہمیں صفدر کی آخری کال موصول ہوئی تھی۔" عمران نے دریافت کیا۔

"آخری کال مراکش سے آئی تھی جناب اور اس مقام کا پتہ رپورٹ میں موجود ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں شام کی فلائٹ سے جاؤں گا۔"

"کیا میں بھی...؟"

"نہیں..." عمران کا لہجہ سرد ہو گیا۔ "یہاں بھی کسی نہ کسی کو رہنا چاہیے۔ مراکش میں حسین لڑکیاں بہت ہیں لیکن اگر تم چاہو تو ایک آدھ یہاں بھی مل سکتی ہے۔ ویسے اگر تم بطور خاص وہاں کی منڈی میں جا کر ایک عدد لونڈی کو نیلام کے ذریعے حاصل کرنا چاہتے ہو تو یہ کام میں بھی کر کے آ سکتا ہوں۔ کہو کس عمر کی لڑکی درکار ہے؟"

"چالیس سے کم نہیں۔" بلیک زیرو بھی موڈ میں آ گیا۔

"ٹھیک ہے۔ کوشش کروں گا۔ میرا خیال ہے، ایسی چند خواتین تمہیں یہاں بھی مل جائیں گی۔ اخبار میں ضرورت رشتہ کا ایک اشتہار دینا ہی کافی ہوگا۔ ویسے اگر چالیس کی ایک نہ ملے تو کیا بیس بیس کی دو عدد لیتا آؤں؟"

بلیک زیرو ہنس کر خاموش ہو گیا۔ عمران سے باتوں میں جیتنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔



وہ تعداد میں صرف دو تھے۔ انھوں نے بہترین تراش کے سوٹ پہن رکھے تھے ایک کے بال سیاہ تھے اور دوسرا ادھیڑ عمر کا نظر آ رہا تھا۔ وہ انتہائی تیزی سے ایک کار کو اڑائے مراکش

کے ایک بھرے پُرے بازار سے گزر رہے تھے۔ ان کی کار کا ہارن بار بار بج رہا تھا جس سے سامنے آنے والے مقامی باشندے بدک کر یا اچھل کر سامنے سے ہٹ جاتے تھے۔ کار چلانے والا چہرے سے خطرناک اور قاتل قسم کا آدمی نظر آ رہا تھا۔ وہ کچھ اس انداز میں کار ڈرائیو کر رہا تھا جیسے آس پاس آدمیوں کی بجائے بھیڑ بکریاں بکھری ہوئی ہوں اور اسے یہ پروانہ ہو کہ کوئی کار تلے کچلی جائے گی۔ لوگ خود ہی بھاگ دوڑ کر کے اپنی جان بچا رہے تھے ورنہ اب تک کئی آدمی ٹھکانے لگ چکے ہوتے۔ اس کے انداز سے جلد بازی بھی ظاہر ہو رہی تھی۔۔۔ غالباً وہ جہاں جانا چاہتا تھا‘ وہاں جلد از جلد پہنچ جانا چاہتا تھا۔

کار تیزی سے چلتی ہوئی ایک شاندار ہوٹل کے سامنے جا کر رک گئی۔ بریک لگے تو دردناک چیخوں جیسی آواز فضا میں گونج گئی‘ کار ایک جھٹکے سے رُکی اور دونوں نیچے اتر آئے۔ ان کی بائیں بغلوں کے نیچے کوٹ کا کپڑا اُبھرا ہوا تھا اور جو لوگ جانتے تھے کہ اِس جگہ ریوالور بھی رکھے جا سکتے ہیں‘ ان لوگوں کو بغلی ہولسٹروں سے ریوالوروں کے اُبھار صاف نظر آ سکتے تھے۔ کار سے اتر کر وہ سیدھے ہوٹل کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

انھوں نے ادھر اُدھر دیکھے بغیر زینے کا رُخ کیا اور پھر جس تیزی سے اندر داخل ہوئے تھے‘ اسی تیزی سے زینے پر چڑھنے لگے۔ ان دونوں میں سے کوئی بھی دوسرے سے مخاطب نہیں تھا۔ انداز سے ظاہر ہوتا تھا جیسے انہیں یہ ہوش ہی نہیں کہ ایک کے ساتھ کوئی دوسرا بھی موجود ہے۔ زینے سے وہ ایک راہداری میں پہنچے۔ اس راہداری کے ایک طرف ریلنگ تھی اور دوسری طرف کمروں کے دروازوں کی قطار تھی۔ وہ دروازوں کی پیشانی پر نمبر دیکھتے ہوئے لمبے لمبے قدم اٹھاتے‘ آگے بڑھتے رہے۔

راہداری سنسان تھی۔ ان کے قدموں کی آواز سنّاٹے میں گونج رہی تھی۔ دفعتاً ایک دروازہ کھلا۔ ایک ادھیڑ عمر کی عورت نے باہر جھانکا اور جلدی سے دروازہ بند کر لیا۔ ان میں سے کسی نے عورت کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ پھر وہ ایک کمرے کے سامنے رک گئے۔ ایک کے چہرے پر قدرے ہچکچاہٹ نظر آ رہی تھی۔ دوسرا آدمی بھی خاموش کھڑا دروازے کے اوپر لکھے ہوئے نمبر کو دیکھ رہا تھا۔ ”یہی ہے نا؟“ ایک بڑبڑایا۔

”معلوم تو یہی ہوتا ہے۔“

”اندر چل کر دیکھنا چاہیئے۔“ پہلے نے کہا۔

دوسرے نے اثبات میں سر ہلایا اور جیب ٹٹولنے لگا۔ اس کا ہاتھ باہر نکلا تو ایک لمبی چابی اس میں دبی ہوئی تھی۔ اس نے چابی قفل کے سوراخ میں ڈالی اور اسے گھمایا۔ ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔ تالا کھل گیا۔ اس نے ٹھوکر مار کر دروازہ کھولا اور چند لمحوں تک خاموش کھڑا رہا۔ دوسرے نے بغلی ہولسٹر سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔ دونوں اندر داخل ہو گئے۔

ان کی آنکھیں تیزی سے نیم تاریک کمرے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ ریوالور والا بہت زیادہ محتاط تھا۔ جیسے ذرا سی آہٹ پر فائر کر دینا اس کی عادت ہو۔ وہ اپنے ساتھی سے زیادہ خطرناک آدمی نظر آ رہا تھا۔ دوسرا آدمی بغور ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ اس نے کچھ دیر بعد اپنے ساتھی کی طرف دیکھا ”یہاں کوئی نہیں ہے۔“

”ٹھیک ہے۔ ہمیں روشنی کر دینی چاہیئے۔“

”جلدی کرو۔ ہم یہاں زیادہ دیر تک نہیں ٹھہر سکتے۔“ ریوالور والے نے کہا۔

دوسرے نے سوئچ آن کر دیا۔ کمرہ روشنی میں نہا گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا سجا ہوا کمرہ تھا۔ ایک طرف بیڈ تھا۔ مسہری پر کسی عورت کا باریک گاؤن بے ترتیبی سے پڑا ہوا تھا۔ کچھ اور سامان بھی بکھرا ہوا تھا۔ ایک طرف بریف کیس کھلا رکھا تھا جس سے نسوانی لباس جھانک رہے تھے۔ ان کپڑوں کو دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ اس کمرے میں کوئی عورت مقیم ہے لیکن وہ عورت اس وقت وہاں موجود نہیں تھی۔ ”اوہ‘ قالین تو یہاں نہیں ہے۔“ ایک غرّایا۔

”غور سے دیکھو۔“ دوسرے نے کہا۔

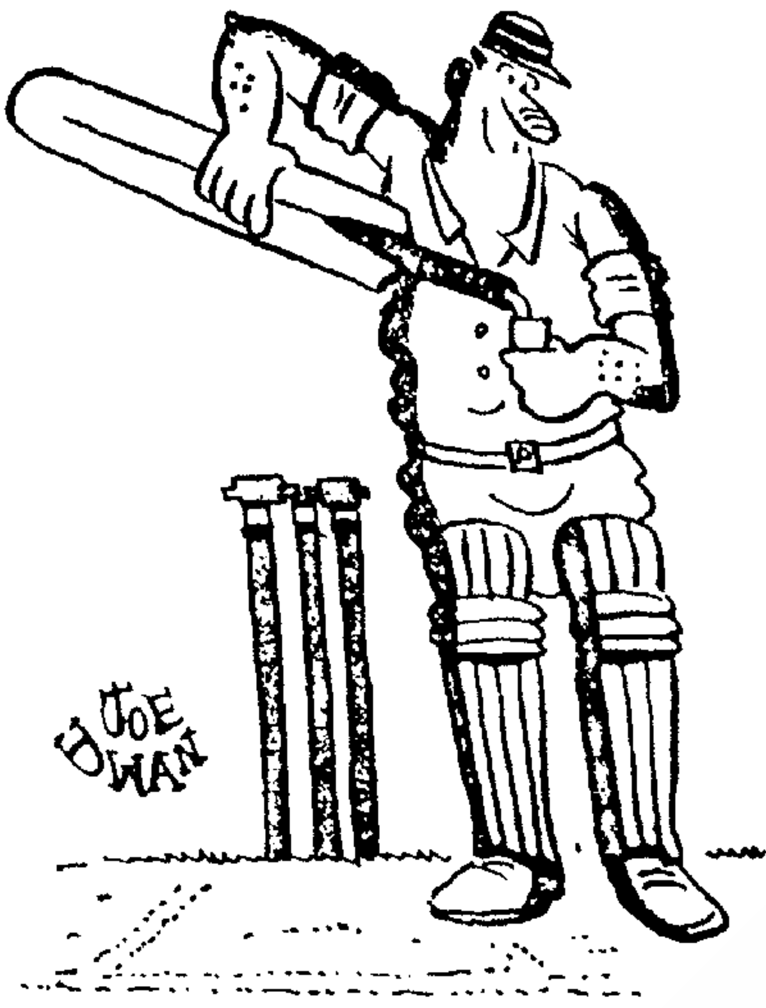
”قالین ہے کوئی ماچس کی ڈبیا نہیں۔“ ناخوشگوار لہجے میں کہا گیا۔

ریوالور والے نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں شعلہ سا لپکتا نظر آیا پھر اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

”باتھ روم بھی دیکھ لوں۔“ اس کے انداز سے گھبرا کر دوسرے نے جلدی سے کہا اور باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے باتھ روم کا دروازہ کھولا۔ اندر جھانکا اور پھر مایوسی سے سر ہلاتا ہوا واپس آ گیا۔ ”نہیں۔ وہاں بھی نہیں ہے۔“

ریوالور والا آگے بڑھا اس نے مسہری کا گدّا اٹھایا اور پھر پھینک دیا۔ اب اس قالین کو چھپانے کی کوئی امکانی جگہ

باقی نہیں رہی تھی ''کمرے کے بارے میں یقین ہے کہ یہی ہے؟''
''ہاں یہی کمرہ ہے۔''
''تم یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو؟'' ریوالور والا غرّایا۔
دوسرے آدمی نے ایک طرف اشارہ کیا۔ ریوالور والا ہاتھ جھٹک کر اس طرف بڑھا۔ میز پر ایک پاسپورٹ اور چند کاغذات رکھے ہوئے تھے... پھر بائیں ہاتھ سے پاسپورٹ اٹھایا اور اسے کھول لیا۔ تصویر دیکھ کر اس نے اثبات میں سر ہلایا ''یہ اسی لڑکی کی تصویر ہے۔'' اس نے کہا۔
''ہاں۔ میں حیران ہوں کہ وہ سوئیس لڑکی قالین کے لیے اپنی زندگی کو خطرے میں کیوں ڈال رہی ہے؟''
''ہر کوئی اپنی زندگی کے بارے میں بہتر انداز میں سوچ سکتا ہے۔'' ریوالور والے نے رکھائی سے کہا۔ ''آؤ چلیں۔''
دوسرے آدمی نے کمرے کی روشنی بجھادی اور دونوں تیز تیز چلتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ ''کیا خیال ہے، دروازہ مقفل کر دیا جائے؟''
''ہاں۔ اسے مقفل کر دو۔'' ریوالور والے کا موڈ خراب ہو گیا تھا۔ غالباً اسے یہ توقع نہیں تھی کہ وہ جس مقصد کے لیے اس کمرے میں داخل ہوئے تھے اس میں انھیں ناکامی ہو گی۔ اس کے ساتھی نے قفل لگا دیا۔ جب وہ تالا لگانے کے بعد مڑا تو ریوالور والا راہداری کے درمیانی حصے میں پہنچ چکا تھا۔ وہ اس کے تعاقب میں تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ پہلے آدمی نے ریوالور بغلی ہولسٹر میں ڈال لیا تھا اور اب اس کے انداز سے تھوڑی سی لاپروائی ظاہر ہونے لگی تھی۔ ''اب کیا ہو گا؟'' اس نے قریب پہنچ کر کہا۔
''بہتر ہو گا کہ ہم ہیڈ کوارٹر واپس پہنچیں۔''
پہلے نے اثبات میں سر ہلایا اور زینہ اترنے لگا۔ کاؤنٹر کے سامنے سے گزرتے وقت انھوں نے نگاہ اٹھا کر کلرک کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی۔ کلرک نے ایک نظر ان کی طرف دیکھا تھا پھر سر جھکا کر رجسٹر میں کچھ اندراج کرنے لگا تھا۔
وہ ہوٹل سے باہر نکل آئے۔
کچھ فاصلے پر ایک خستہ حال بھکاری کھڑا تھا۔ اس نے جب دو آدمیوں کو سوٹ میں ملبوس اپنی طرف آتے دیکھا تو تیزی سے آگے بڑھا۔ بھکاری ہاتھ پھیلا کر ان کے سامنے اس طرح کھڑا ہو گیا تھا کہ انھیں رک جانا پڑا۔ ''کیا بات ہے؟'' ایک غرّایا۔



''میرے آقا۔'' بھکاری نے رقت سے کہا۔ ''میں دو روز سے بھوکا ہوں اور میرے بچے بھوک سے بلک رہے ہیں۔''
ریوالور والے نے گھور کر بھکاری کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھیں دہکنے لگی تھیں غالباً اس کو بھکاری کی مداخلت پسند نہیں آئی تھی۔ ''سامنے سے ہٹ جاؤ غلیظ کتے۔'' دوسرے نے نفرت سے کہا۔
''کچھ تو دیتے جاؤ آقا۔'' بھکاری کے لہجے میں استدعا تھی۔
ریوالور والے نے پوری قوت سے ایک گھونسہ بھکاری کے جبڑے پر مارا۔ بھکاری کے حلق سے ایک گھٹی گھٹی سی چیخ نکل گئی۔ غالباً اسے توقع نہیں تھی کہ خیرات کے نام پر اسے گھونسے سے نوازا جائے گا۔ وہ لڑکھڑا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔
دونوں آدمی تیزی سے آگے بڑھے اور چند ہی لمحوں کے بعد ان کی کار تیز رفتاری سے اسی طرف بڑھنے لگی جدھر سے آئی تھی۔

جولیا اور صفدر اس وقت ایک فٹ کے فاصلے سے چکنے فرش پر چت لیٹے ہوئے تھے ان کے جسم پر تین جگہ رسیاں بندھی ہوئی تھیں۔ باندھنے والوں نے اتنی بے دردی سے باندھا تھا کہ وہ ذرا سی حرکت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ یہ نیم تاریک تہ خانہ تھا۔ دونوں کی آنکھیں بند تھیں اور وہ گہری گہری سانسیں لے رہے تھے۔ ان کے سروں سے اوپر چھت میں دو سوراخ تھے۔

چھوٹے سے سوراخ اوران سوراخوں سے پانی کی باریک دھار مسلسل اُن کی پیشانی پر گر رہی تھی۔

پانی کا یہ عذاب بے حد خوفناک تھا۔ پانی کی یہ دھار ابتدائی چند منٹوں میں تو جولیا کو بہت ہی خوشگوار محسوس ہوئی تھی لیکن پھر اُسے اس عذاب کا اندازہ ہونے لگا تھا۔ پیشانی پر گرتی ہوئی آبی دھار اب یوں محسوس ہو رہی تھی جیسے اس کی پیشانی میں سوراخ کر دے گی۔ اس پر جنونی کیفیت طاری ہو رہی تھی۔ "اوہ صفدر" اس نے کرب سے کہا۔ "میں یہ عذاب زیادہ دیر برداشت نہیں کر سکتی۔"

صفدر خاموش رہا۔ ظاہر ہے وہ اس کی بات کا کیا جواب دے سکتا تھا۔ خود اس کی حالت اتنی خراب تھی کہ وہ اس عذاب سے جان چھڑانے کی ترکیبیں سوچ سوچ کر پاگل پن کے قریب پہنچ گیا تھا۔ پانی مسلسل گر رہا تھا۔ انہیں اس عذاب میں مبتلا ہوئے ایک گھنٹہ گزر گیا تھا۔ جولیا کا خیال تھا کہ تھوڑی دیر بعد ان میں سے کوئی نہ کوئی نگران کی خبر گیری کرتا رہے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ وہ تو جیسے اس عذاب میں مبتلا کرنے کے بعد انہیں بھول ہی گئے تھے۔

صفدر کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ باریک دھار اب لمبی سی تیز اور نکیلی کیل کی طرح محسوس ہو رہی تھی۔ ہر لمحے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ کیل اس کی پیشانی میں گہری دھنستی جا رہی ہو۔ اس نے سختی سے آنکھیں بھینچ رکھی تھیں لیکن تکلیف کی شدت میں کسی طرح بھی کمی نہیں آ رہی تھی۔

"میں پاگل ہو جاؤں گی۔" جولیا بڑبڑانے لگی۔

"صبر سے کام لو جولی۔" صفدر نے کہا۔

"میرا سر پھٹا جا رہا ہے۔ میں اس عذاب پر مر جانے کو ترجیح دوں گی۔ اُف۔ یہ بیٹھے بٹھائے کس عذاب میں مبتلا ہو گئی۔"

"خاموش رہو۔ اس قسم کے عذاب جب اپنی انتہا کا رُخ کرتے ہیں تو عذاب برداشت کرنے والوں کی قوتِ ارادی عود کر آتی ہے اور وہ اسے برداشت کرنے اور سہنے میں انتہا کر دیتے ہیں۔"

صفدر نے جولیا کو صبر کرنے کی تلقین کی تو خود اس کی اپنی قوتِ ارادی نے جوش مارا اور وہ اِس دھار کو نظر انداز کرنے لگا حتیٰ کہ وہ خود کو ایک بے جان ہستی محسوس کرنے لگا۔

جولیا خاموش ہو گئی۔ صفدر کے چند جملوں نے اس کے ٹوٹے ہوئے حوصلے کو ایک بار پھر سہارا دیا تھا اور وہ اپنے جسم میں آبی عذاب برداشت کرنے کی ایک نئی قوت محسوس کر رہی تھی۔ اچانک ان کے کانوں سے کسی کے قدموں کی آہٹ ٹکرانے لگی۔ جولیا نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ چہرے سے کسی قسم کی کمزوری یا خوف کا اظہار نہیں کرنا چاہتی تھی۔ آنے والا اسی تہ خانے کی چھت پر چل رہا تھا۔ کچھ دیر بعد تہ خانے کا دروازہ کھلنے کی چرچراہٹ سنائی دی۔ جولیا نے سر گھما کر دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اگر وہ چاہتی تو بھی ایسا نہیں کر سکتی تھی کیوں کہ ان کے سر کچھ اس انداز میں شکنجے میں دبے ہوئے تھے کہ وہ اسے حرکت نہیں دے سکتے تھے۔

ایک غیر ملکی دروازے میں نمودار ہوا۔ اس نے زینے کی بالائی سیڑھی پر کھڑے کھڑے ان دونوں کا جائزہ لیا۔ جب ان میں سے کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہیں ہوا اور نہ ہی اس کے کانوں سے کراہنے کی آواز ٹکرائی تو وہ سمجھا کہ دونوں بے ہوش ہو چکے ہیں۔ وہ آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگا۔

جولیا اس کے قدموں کی آہٹ سنتی رہی اور خاموش رہی۔ صفدر خود کو بے حس و حرکت کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس کے کانوں سے بھی غیر ملکی کے بھاری قدموں کی چاپ ٹکرا رہی تھی لیکن وہ ان کی طرف توجہ نہیں دے رہا تھا۔ نووارد اُن کے قریب آ کھڑا ہوا۔ جولیا نے آنکھوں میں تھوڑی سی جھری پیدا کر کے دیکھا۔ یہ انہی آدمیوں میں سے ایک تھا جنہوں نے انہیں زبردستی اس تہ خانے تک پہنچایا تھا۔

نووارد نے جھک کر جولیا کی طرف دیکھا... پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں ایک تیز دھار خنجر چمک رہا تھا۔ اس نے خنجر کی نوک جولیا کی گردن پر رکھ دی۔ "لیونگرا معلوم کرنا چاہتا ہے کہ تم نے ابھی تک اپنا ارادہ تبدیل کیا ہے یا نہیں؟"

جولیا خاموش رہی تو خنجر کی نوک کا دباؤ بڑھ گیا۔ جولیا کے پورے جسم میں درد کی لہر دوڑ گئی۔ اس نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔

"اوہ، تو تم بے ہوش نہیں تھیں؟" غیر ملکی زیرِ لب مسکراتا ہوا اُس کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں بزدل نہیں ہوں۔" جولیا نے تلخی سے جواب دیا۔

"ظاہر ہے۔ کوئی اور لڑکی ہوتی تو اب تک ہٹ دھرمی سے باز آ گئی ہوتی۔ بہرحال، تمہارا کیا جواب ہے؟"

"میں جو کچھ کہہ چکی ہوں اس میں ذرہ برابر بھی جھوٹ نہیں ہے۔" جولیا نے کہا۔ "میں قسم کھا سکتی ہوں کہ وہ قالین میرے پاس نہیں ہے۔"

"پھر وہ کہاں ہے؟"

"آخر تم اس یک چشم کافران کو کیوں نہیں تلاش کرتے۔" جولیانے غراتے ہوئے کہا۔ "اگر وہ تمہیں مل جائے تو تم اس سے قالین حاصل کر سکتے ہو۔ وہ اس وقت اسی کے پاس ہے۔"
"تم جھوٹ بول رہی ہو۔" غیر ملکی غرایا۔
"کیا تمہارے پاس سچ کی پیمائش کا کوئی آلہ موجود ہے۔" جولیانے تلخی سے کہا۔ "اگر ہے تو لے آؤ اور میری باتوں کی تصدیق کر لو۔"
"ہم احمق نہیں ہیں۔" غیر ملکی غرایا۔ "ہم خود بھی جھوٹ اور سچ میں تمیز کر سکتے ہیں۔ کیا تم لیونگرا کو بے وقوف سمجھتی ہو؟"
"وہ بے وقوف نہیں بلکہ..."
"خاموش۔ تمہاری زبان کاٹی بھی جا سکتی ہے۔"
"یہ بھی کر کے دیکھ لو۔" جولیا کا لہجہ بے حد سرد تھا۔ وہ اس غیر ملکی کو زیادہ سے زیادہ دیر تک الٹی سیدھی باتوں میں الجھائے رکھنا چاہتی تھی۔ باتوں کی وجہ سے ذہن اس عذاب ناک دھار کی طرف سے ہٹ گیا تھا اور وہ خود کو پہلے کے مقابلے میں کہیں بہتر محسوس کر رہی تھی۔
"وہ قالین کہاں ہے...؟" دوبارہ پوچھا گیا۔
"کافران کے پاس۔" جولیانے کہا۔
"یہ جھوٹ ہے۔" غیر ملکی غرایا۔
"تو پھر میں کیا کروں۔" جولیانے جواباً اسی لہجے میں کہا۔
غیر ملکی اسے ایسی نگاہوں سے دیکھنے لگا جیسے فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ جولیا کے بارے میں کیا فیصلہ کرے۔ غالباً اس نے اپنی زندگی میں پہلے کبھی اتنی دلیر لڑکی نہیں دیکھی تھی۔ اس نے نوک دار خنجر پر ذرا سا دباؤ بڑھایا۔ "کیا تمہیں اپنی زندگی کی کوئی پروا نہیں؟" اب غیر ملکی کا لہجہ پہلے کے مقابلے میں نرم اور سمجھانے والا تھا۔
"یقیناً ہے... لیکن میں کسی سے زندگی کی بھیک تو نہیں مانگ سکتی۔" جولیانے حتمی لہجے میں کہا۔ "تم اپنے اس علی بابا سے کہہ سکتے کہ مجھے اس کی کوئی پروا نہیں۔ میں نے جو کہا تھا وہ حرف بہ حرف سچ تھا اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔"
"تمہارا یہ ساتھی کون ہے؟"
"میں اسے نہیں جانتی۔" جولیانے کہا۔
غیر ملکی ہنس پڑا۔ "اس پر بھی تمہیں دعویٰ ہے کہ تم جھوٹ نہیں بول رہی ہو۔"
"مجھے اس شخص نے ایک لپٹے ہوئے قالین سے نکالا تھا۔ اس قالین میں مجھے لپیٹ کر ایک قالینوں کی دکان میں ڈال دیا گیا تھا۔ اگر یہ وہاں نہ پہنچ جاتا تو شاید میں دم گھٹنے سے مر گئی ہوتی۔"
"یہ ایکسٹو کا آدمی ہے!"
"میں ایسے کسی بدمعاش کو نہیں جانتی!"
"ایکسٹو بدمعاش نہیں بلکہ ایک ملک کی سیکرٹ سروس کا چیف ہے لڑکی۔ اور اب لیونگرا یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا ہے کہ کہیں تمہارا تعلق بھی اسی سیکرٹ سروس سے تو نہیں؟"
"تمہیں اندازے لگانے کا مرض لاحق ہے۔"
"ٹھیک ہے... لیکن تمہاری یہ ضد زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتی۔ تم جتنی جلدی ہماری باتوں کا درست جواب دینے کا فیصلہ کر لو، تمہارے حق میں اتنا ہی بہتر ہے۔"
جولیانے سختی سے ہونٹ بھینچ لیے۔ اچانک ایک آہٹ سنائی دی۔ یہ کسی اور کے چلنے کی آواز تھی۔ جولیانے آنکھیں گھما کر دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازے سے آنے والا اس وقت تک غیر ملکی کے پیچھے پہنچ چکا تھا۔ غالباً غیر ملکی نے بھی قدموں کی چاپ سن لی تھی۔ وہ چونک کر پلٹا... اور پھر اپنے عقب میں ایک خستہ حال بھکاری کو دیکھ کر ٹھٹک پڑا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا بھکاری کا ہاتھ اٹھا اور اس کے جبڑے پر ایک چٹانی گھونسہ پڑا۔
غیر ملکی کے حلق سے ایک کراہ نکل گئی۔

○

غیر ملکی اس اچانک حملے سے بوکھلا گیا تھا۔ "تم وہی بھکاری ہو نا، جو ہمیں ہوٹل کے باہر ملے تھے؟" اس نے پوچھا۔
"ہاں... میں وہی ہوں۔" بھکاری نے خوفناک لہجے میں کہا۔ "تم نے مجھے خیرات میں ایک گھونسہ اور ایک دھکا دیا تھا۔ میں تمہاری وہ خیرات تمہیں واپس کرنے آیا ہوں۔"
"تم یہاں سے زندہ واپس نہیں جا سکتے۔"
"کوئی بات نہیں۔" بھکاری نے اطمینان سے کہا۔
جولیا کو اس بھکاری کی حالت پر رحم آنے لگا۔ بھکاری کی باتوں سے اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لیے وہاں تک چلا آیا تھا لیکن شاید اسے احساس نہیں کہ اس نے کن آدمیوں کے ہاں قدم رکھا ہے۔
"ایک طرف کھڑے ہو جاؤ۔" غیر ملکی نے جارحانہ انداز میں خنجر والے ہاتھ کو حرکت دی۔
بھکاری خاموش کھڑا اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کا انداز مضحکہ اڑانے والا تھا۔ غیر ملکی اس انداز پر تاؤ کھا گیا۔ اس نے ایک

بار پھر خنجر والے ہاتھ کو لہرا کر بھکاری کو دھمکانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ بھکاری پلکیں جھپکائے بغیر اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ غیر ملکی نے اس پر وار کر دیا۔ بھکاری نے ایک جست لگائی اور پیچھے ہٹ گیا۔ پیچھے ہٹتے وقت اس کی ایک ٹانگ اُٹھ گئی تھی۔ حملہ کرتے وقت غیر ملکی تھوڑا سا سامنے جھک گیا تھا اس لیے ٹھوکر اس کے سینے پر پڑی تھی۔ ابھی وہ سیدھا ہی ہوا تھا کہ دوسری ٹھوکر اس کی توند پر پڑی۔ غیر ملکی کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکل گئی۔ وہ بُری طرح لڑکھڑایا اور جب اس نے سنبھالا لینے کی کوشش کی تو اس کے جبڑے پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ یہ انتہائی طاقت ور گھونسہ تھا جو جسیم غیر ملکی کو دھکیل کر دیوار تک لے گیا تھا۔ اس کے ہاتھ سے خنجر بھی نکل گیا۔

بھکاری نے جھک کر خنجر اُٹھا لیا۔ اب غیر ملکی کی آنکھوں سے خوف جھلکنے لگا تھا۔ اس نے بھکاری کی طرف ایسی نگاہوں سے دیکھا جیسے اسے یقین نہ آرہا ہو کہ دُنیا میں کوئی شخص اتنا جیالا بھی ہو سکتا ہے کہ وہ یونگرا کی کمین گاہ میں پہنچ کر اپنی بے عزتی کا بدلہ لے لے۔ ”تم نے اپنی موت کو دعوت دی ہے۔“ غیر ملکی نے باچھوں سے بہتے ہوئے خون کو آستین سے پونچھتے ہوئے کہا۔

”میں بہت مہمان نواز آدمی ہوں۔ ایسی دعوتیں اکثر دیتا ہی رہتا ہوں۔“ بھکاری نے قہقہہ مار کر کہا۔

غیر ملکی کسی طاقت ور اسپرنگ کی طرح اُچھلا۔ غالباً اسے یہ احساس ہو گیا تھا کہ وہ اس بھکاری سے یوں پیچھا نہیں چھڑا سکتا۔ بھکاری اس کے خنجر پر قبضہ کر چکا تھا۔ جولیا آنکھیں گھما کر اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔ صفدر بھی اس ہنگامے میں دلچسپی لینے کے لیے آنکھیں کھولے بغیر بھی نہ رہ سکا۔ اس نے دِل ہی دِل میں بھکاری کی بے جگری کو سراہا اور اس پُرلطف لڑائی کو دیکھتا رہا۔

غیر ملکی نے فلائنگ کِک مار کر بھکاری کے ہاتھ سے خنجر گرانے کی کوشش کی تھی۔ بھکاری نے پھُرتی سے خنجر کو دوسرے ہاتھ میں منتقل کر کے اس کی اٹھی ہوئی ٹانگ پکڑ لی اور پھر ایک جھٹکا دیا۔

”آہ...“ غیر ملکی کے حلق سے کراہ نکل گئی۔ وہ پیٹھ کے بل فرش پر گرا تو بھکاری نے اس کی ریڑھ کی ہڈی پر اپنا گھٹنا رکھ دیا... غیر ملکی چلّایا۔ غالباً وہ اسے اس بھیانک فعل سے باز رکھنے کی استدعا کرنا چاہتا تھا لیکن اس وقت تک بھکاری اپنا کام کر چکا تھا۔ تہ خانے میں ہڈی ٹوٹنے کی خفیف سی آواز سنائی دی۔ صفدر اور جولیا دونوں نے آنکھیں بند کر لیں۔ غیر ملکی کا جسم گوشت کے ڈھیر کی مانند فرش پر پڑا ہوا تھا۔

”بہت بہت شکریہ دوست۔“ بھکاری نے غیر ملکی کی لاش سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ ”تم نے اس جگہ تک میری رہنمائی کی تھی۔“

اچانک صفدر نے چونک کر پلکیں جھپکائیں۔ اس نے بھکاری کو غور سے دیکھا لیکن وہ اس کے شناسا چہروں میں سے نہیں تھا... بھکاری نے پُرلطف نگاہوں سے باری باری جولیا اور پھر صفدر کی طرف دیکھا۔ ”کیا تم لوگ غسل کر رہے ہو۔“ بھکاری نے ہنس کر دریافت کیا۔

”بڑے میاں۔ پلیز ہمیں اس عذاب سے نجات دلاؤ۔“ جولیا نے استدعا کی۔

”بڑے میاں۔“ بھکاری چونک پڑا۔ ”کون بڑے میاں۔“ اس نے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرا اور جب اس کا ہاتھ ہٹا تو داڑھی اس کی مٹھی میں دبی ہوئی تھی۔ صفدر کا جی چاہا کہ ایک نعرہ مار کر تمام رسّیاں اور شکنجے توڑ کر اُٹھ کھڑا ہو۔ وہ عمران کی آواز کو ہزاروں میں پہچان سکتا تھا... پھر اب تو شبہے کی کوئی بات بھی نہیں تھی کیونکہ عمران اپنے حماقت مآب چہرے کے ساتھ ان کے سامنے کھڑا حیرت سے پلکیں جھپکا رہا تھا۔

”کھڑے کیا گھور رہے ہو۔“ جولیا غرّائی۔ ”کھولتے کیوں نہیں۔“

”ہائیں...“ عمران نے اچھل کر کہا۔ ”ونولیا۔ سوری جولیا، تم بھی بڑی بے وفا ہو۔“ اس نے دل پر ہاتھ رکھ کر ایک سرد آہ بھری۔ ”ابھی مجھے بڑے میاں تو بڑی محبت سے کہا تھا۔ اور اصل صورت دیکھتے ہی تمہارے تیور بدل گئے۔“

”میں کہتی ہوں ہمیں کھول دو۔“

”اس کا مطلب ہے کہ داڑھی لگا کر کوئی بھی...“

جولیا نے سختی سے آنکھیں بھینچ لیں۔ اس کے جبڑے بھی بھنچ گئے تھے۔ اس وقت عمران کا مذاق اسے سخت ناگوار محسوس ہو رہا تھا۔ عمران کو ان پر رحم آ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ نہ جانے یہ دونوں کس وقت سے اس حالت میں لیٹے ہوئے ہیں لہٰذا انہیں مزید نہیں ستانا چاہیے۔ اس نے صفدر کو کھول دیا اور پھر جولیا کی طرف متوجہ ہُوا۔ وہ بدستور آنکھیں بند کیے پڑی رہی۔ ”جب تک میری طرف محبت سے نہیں دیکھو گی، نہیں کھولوں گا۔“ عمران نے ضدّی لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں نہ جانے کیا بات تھی کہ جولیا لاکھ نہ چاہنے کے باوجود کھل کر ہنس پڑی۔ ”اب ہُوئی نا بات۔“ عمران نے خوشی سے باچھیں پھاڑ کر مسکراتے ہوئے اس کی رسیوں کے بَل کھولنے شروع کر دیے۔

”لیکن عمران صاحب۔ آپ اور اس بہروپ میں۔“ صفدر نے کہا۔

"کیا کروں بھائی۔ جب مرضِ عشق بڑھ جاتا ہے تو لوگ مجنوں اور فرہاد بن جاتے ہیں۔ فرہاد البتہ کچھ نادان تھا سنا ہے اس نے پہاڑوں سے خالص دُودھ کی نہر نکال دی تھی۔ ویسے صفدر خان کیا پہاڑ بھی دُودھ دیتے ہیں ؟"

"معلوم نہیں" صفدر مُنہ پھیر کر مسکرانے لگا۔

"ہاں۔ تمہیں کیا معلوم" عمران نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔ "تم نے کون سی کبھی محبت کی ہے جو ان باتوں کا تجربہ ہو۔"

"تم تو جیسے پیدائشی عاشق ہو" جولیا نے مسکرا کر کہا۔

"پیدائش سے پہلے بھی عاشق تھا" عمران نے خم ٹھونک کر کہا۔ "اور زندگی بھر عاشق رہوں گا۔ تو نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی میں کہتا ہوں اگر ایک سرے سے محبت کرنا شروع کردوں تو دنیا میں حسینوں کی کمی نہیں ہے۔ آخر تم خود کو سمجھتی کیا ہو؟"

جولیا کا مُنہ پھول گیا۔

"تمہارا چوڑا دن بدن میرا حریف بنتا جارہا ہے۔" عمران نے آنکھیں نکال کر جولیا سے کہا۔ "اس نے تمہاری محبت میں مجبور ہو کر پہلے صفدر کو مرغا بننے کے لیے بھیجا... پھر مجھے بھیج دیا مراکش پہنچ کر میں نے موسم خوشگوار دیکھا تو فوراً سوچا کہ یہاں بھکاری بن کر رہا جائے تو کھانے کو خوب ملے گا۔"

"پھر کیا کچھ کھایا عمران صاحب ؟"

"ایک عدد ٹھوکر اور دو عدد گھونسے۔" عمران نے پہلے پیٹ اور پھر باری باری دونوں جبڑوں کو سہلاتے ہوئے جواب دیا۔ "لات تو ابھی تک ہضم نہیں ہوئی۔ پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے ہیں۔ یہاں باتھ روم ہے کیا؟" اس نے بوکھلا کر اِدھر اُدھر دیکھا۔

صفدر اور جولیا کھِل کھلا کر ہنس پڑے۔

"لیکن آپ یہاں تک کیسے پہنچے ؟" صفدر نے پوچھا۔

"اس کا تعاقب کرتا ہوا۔ یہ مجھے ایک کار میں نظر آگیا تھا اس کا تعلق ایک بین الاقوامی گروہ سے ہے۔ اور میں نے اس کی موت دیکھ رکھی تھی۔ یہ لوگ غالباً جولیا کے کمرے کی تلاشی لینے گئے تھے۔ خیر میرا خیال ہے اب یہاں سے بھاگ لینا چاہیئے۔ کیا تمہیں سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنا آتا ہے ؟" عمران نے پوچھا... اور پھر بوکھلا کر زینے کی طرف دوڑا۔ "بھاگو..." اس نے چیخ کر کہا۔

صفدر اور جولیا بوکھلاہٹ میں اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔



جولیا نے ایک سرد آہ بھری اور عمران کی طرف دیکھنے لگی جو بڑے اطمینان سے ایک اونٹ پر بیٹھا... ہچکولے کھاتا اور چیونگم چباتا ہوا چلا جارہا تھا۔ "اس اونٹ پر بیٹھنے اور پانی کے عذاب میں کوئی خاص فرق نہیں ہے" جولیا نے کراہ کر کہا۔ "بلکہ بعض حالات میں وہ اس سے کہیں بہتر ہے۔"

"ظاہر ہے تم اس عذاب سے گزر چکی ہو" عمران نے اطمینان سے مُنہ چلاتے ہوئے کہا۔ "اب تم ایک نئے عذاب سے دوچار ہو تو تمہیں یہ پہلے سے زیادہ خراب نظر آرہا ہے حالانکہ اگر تم سے اُس وقت یہ کہا جاتا کہ پانی کے عذاب کی بجائے... تم اونٹ کی سواری کرنا پسند کرو تو تمہیں یہاں سے ہٹا دیا جائے ؟"

"میں انکار کردیتی۔"

"نہیں..." عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم فوراً آمادہ ہو جاتیں کیونکہ تمہیں اس کا تجربہ نہیں تھا۔"

"لیکن یہ سفر کب تک جاری رہے گا؟" جولیا غرّائی۔

"بہت جلد تم اونٹ کی سواری کی عادی ہو جاؤ گی" عمران نے شریر لہجے میں کہا۔ "ذرا اس اونٹ کی شرافت کا اندازہ لگاؤ جو تم جیسی ناک چڑھی عورت کو خود پر سوار کیے کسی یتیم اور مسکین شوہر کی طرح خاموشی سے چلا جارہا ہے۔ اگر اس کی جگہ میں ہوتا تو تمہیں پٹخ کر بھاگ لیا ہوتا۔"

"عمران صاحب" صفدر نے ان دونوں کے جھگڑے سے بیزار ہوتے ہوئے کہا۔ "اس وقت ہم کہاں جارہے ہیں۔"

عمران ہنس پڑا۔

صفدر نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ عمران کا انداز اس غیر ملک میں بہت ہی بدل گیا تھا۔ اس نے جولیا کی طرف دیکھا جو اونٹ کی سواری سے بے حد بیزار نظر آرہی تھی۔ اس وقت وہ تینوں دو اونٹوں پر سوار تھے۔ عمران تنہا ایک اونٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور صفدر جولیا کے ساتھ دوسرے اونٹ پر سوار تھا۔

"پیارے صفدر" عمران نے کچھ دیر بعد کہا۔ "یہ ہمارے پاس آخری موقع ہے کہ لیونگرا سے جس قدر بھی ممکن ہو دُور نکل جائیں۔ اگر یہ موقع بھی ہاتھ سے نکل گیا تو تم زندگی بھر فرار نہیں ہوسکو گے۔"

"اس سے پہلے تو میں نے آپ کو کسی سے اس قدر خوفزدہ ہوتے نہیں دیکھا..." صفدر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"بات خوفزدہ ہونے کی نہیں ہے پیارے" عمران چہکا۔ "معاملہ حالات کا ہے اس وقت ہم جس علاقے میں ہیں اس کے چپے چپے پر لیونگرا کے آدمی موجود ہیں۔ تمہیں اس کا اندازہ اس فائرنگ اور تعاقب سے ہوجانا چاہیئے تھا جو جولیا اور تم پر کی گئی تھی۔"

صفدر خاموش رہا۔

"کیا دارالحکومت میں کوئی شخص اس طرح کر سکتا ہے؟" عمران نے کہا۔ "کیا تمہارے ملک کے کسی بھی شہر میں کوئی گروہ اتنی دیر تک بازار میں من مانی کر کے محفوظ رہ سکتا ہے؟"

"نہیں۔ یہ ممکن نہیں ہے۔"

"شاباش۔" عمران نے محبت سے کہا۔ "تمہاری عمر بڑی ہو۔ اس شہر کو لیونگا کا شہر کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ اس شہر کا ہر پانچواں آدمی اسی کے گروہ کا آدمی ہے۔"

"آپ ٹھیک ہی کہہ رہے ہیں۔"

"میں ہمیشہ ٹھیک ہی کہنے کی کوشش کرتا ہوں۔" عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "بہرحال اس وقت ہمارا رخ ساحل کی طرف ہے۔"

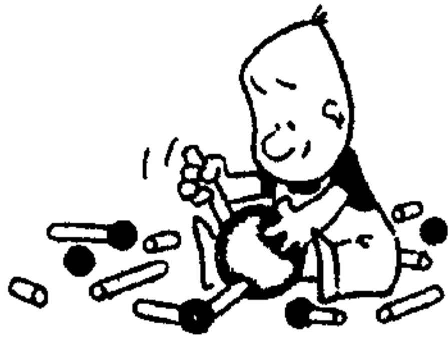
ان کے اونٹ ریگستانی علاقے میں تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے۔ اونٹ کی سواری جولیا کے لیے خاصی تکلیف دہ تھی لیکن وہ جبر کر کے بیٹھی رہی۔ اس حالت میں وہ اور کر بھی کیا سکتی تھی۔

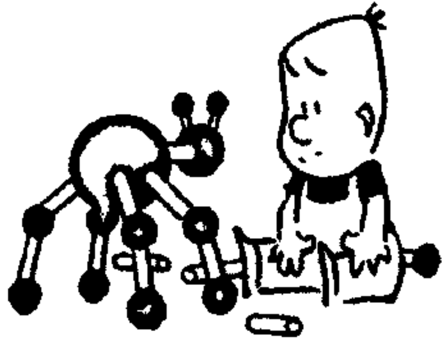
ان کا سفر جاری رہا۔ عمران نے صفدر اور جولیا کی استدعا پر کہیں رک کر چند لمحے آرام بھی نہیں کیا۔ وہ جلد از جلد اس علاقے سے نکل جانا چاہتا تھا۔ دارالحکومت سے مراکش آنے کے بعد اس نے اپنے طور پر بہت کام کیا تھا۔ اب اس کے سامنے ایک لائحہ عمل موجود تھا اور وہ ہر ممکن تیزی سے اس پر عمل پیرا ہو جانا چاہتا تھا۔

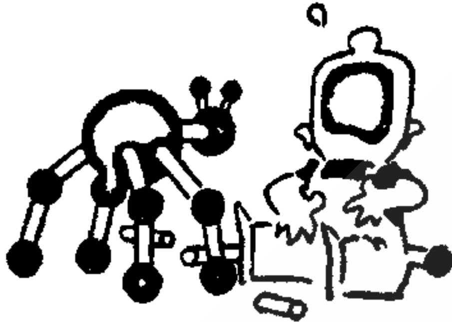
دوپہر ہوئی اور پھر شام بھی ہو گئی۔ ان کا سفر ختم ہونے میں نہیں آ رہا تھا۔ جولیا نے اب باقاعدہ کراہنا شروع کر دیا تھا۔ صفدر خاموش تھا۔ البتہ عمران کی زبان قینچی کی طرح چل رہی تھی وہ انہیں اونٹ کی سواری کے فوائد بتا رہا تھا اور جولیا خون کے گھونٹ پی رہی تھی۔ خدا خدا کر کے انہیں ایک ماہی گیروں کی بستی نظر آئی اور سمندر کا نیلگوں پانی دیکھ کر جولیا کی جان میں جان آئی عمران نے انہیں ایک سرائے میں چھوڑا اور خود کہیں غائب ہو گیا۔ صفدر اور جولیا کرسیوں پر بیٹھے ہوئے اونگھ رہے تھے کہ عمران واپس آ گیا۔ اس نے انہیں ہوشیار کیا اور دونوں تھکے تھکے سے انداز میں اس کے ساتھ چلنے لگے۔

عمران کا رخ بندرگاہ کی طرف تھا۔

یہ ایک مختصر سی بندرگاہ تھی جس پر صرف ایک بڑی کشتی تھی اور چند چھوٹے بجرے بھی نظر آ رہے تھے۔ عمران نے انہیں ایک بادبانی کشتی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ کشتی کھلے پانی میں پہنچی تو جولیا ایک طویل سانس لے کر نیم دراز ہو گئی۔ اونٹ کی طویل سواری کے بعد اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم کا جوڑ جوڑ الگ







ہو گیا ہو۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں، عمران صاحب؟" صفدر نے پوچھا۔

"قیصر باغ۔" عمران نے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔" صفدر چونک پڑا۔

"یہ ایک مقامی نام ہے۔ بہرحال، تم اسے اواسس کہہ سکتے ہو۔"

"لیکن وہاں جانے کی بجائے ہم براہِ راست اپنے ملک کی طرف بھی تو واپس جا سکتے تھے؟" صفدر کے لہجے میں اب بھی حیرت تھی۔

"ہاں... لیکن یہ بات تمہارے چوہے کو پسند نہیں ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"کھیل شروع ہو چکا ہے، پیارے جب تک یہ ختم نہیں ہو گا... بات نہیں بنے گی۔"

"لیکن اواسس جانے کی کیا تک ہے؟"

"ہم وہاں غلاموں کی منڈی میں جا رہے ہیں۔"

جولیا نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔ عمران بے حد سنجیدہ تھا۔ شاید اس سے پہلے اسے اتنا سنجیدہ کبھی نہیں دیکھا گیا

تھا۔"تم وہاں کیوں جا رہے ہو عمران؟" جولیا نے پوچھا۔

"مجھے معلوم ہے وہ یک چشم اس وقت وہاں موجود ہے۔"

"اوہ، تمہارا مطلب ہے کہ کافران کا تعلق غلاموں کی منڈی سے ہے؟"

"ہاں... ایکسٹو کا یہی خیال ہے۔"

"اس نے تم سے کب رابطہ قائم کیا تھا؟"

"... جب تم سے الگ ہوا تھا۔"

"کیا کہہ رہا تھا؟" جولیا نے دریافت کیا۔

"ایک ایسی بات جس پر تمہیں عمل کرتے میں تکلیف ہو گی لیکن یہ ایک ایسا مشن ہے جس کی تکمیل کا انحصار صرف تمہاری ذات پر ہے۔" عمران نے جولیا کی طرف دیکھا اور اس وقت وہ جولیا کو بہت اچھا لگا۔ اس کے دل میں بے اختیار یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش عمران ہمیشہ ایسا ہی رہتا۔

"لیکن کافران کا غلاموں کی منڈی سے کیا تعلق ہے؟"

"اسے چھوڑو، ایکسٹو نے حکم دیا ہے کہ تم بطور چارہ کام کرو گی۔"

"کیا مطلب۔" جولیا اچھل پڑی۔ اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب اس وقت کسی بہت ہی سنجیدہ مذاق کے موڈ میں ہیں۔" صفدر نے جولیا کا دل رکھنے کے لیے کہا۔

"نہیں۔ یہ مذاق نہیں ہے۔" عمران نے کہا۔

"تم کیا چاہتے ہو عمران؟" جولیا نے سرگوشی سے کی جو عمران کے کانوں تک پہنچنے سے پہلے ہی ہواؤں میں تحلیل ہو گئی۔

غالباً عمران نے اس کی حالت سے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے اس نے سر جھکا لیا اور مغموم لہجے میں بولا "تمہیں نیلام کیا جائے گا۔"

جولیا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا "یہ ناممکن ہے۔" وہ غرائی۔

"مجبوری ہے۔" عمران نے سر جھکا کر کہا۔ "میں نے ایکسٹو سے کہا تھا کہ جولیا اس پر آمادہ نہیں ہو گی لیکن اسے تم پر اعتماد ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ تم اس کی خاطر ایسا ضرور کرو گی۔"

جولیا نے سر جھکا لیا۔ اس وقت وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ عمران کو کیا جواب دے۔ اس کو خاموش دیکھ کر صفدر اور عمران بھی خاموش ہو گئے تھے۔

کشتی دھیرے دھیرے لہروں پر بہتی ہوئی آگے بڑھتی رہی۔



اگلے روز وہ تینوں، غلاموں کی منڈی کی طرف روانہ ہو گئے۔ عمران نے ایک بار پھر وہی بھکاری والا میک اپ کر لیا تھا جس میں وہ پہلی بار جولیا اور صفدر کو نظر آیا تھا۔ جولیا کو رضامند کرنے کے لیے عمران کو عملاً بھی پاپڑ بیلنے پڑتے تو شاید اتنی تکلیف اور دشواری نہ ہوتی جتنی کہ محاورے والے پاپڑ بیلنے سے ہوئی تھی۔

بہر حال، جولیا کسی نہ کسی طرح نیلام ہونے کے لئے تیار ہو گئی تھی۔

صفدر کے لیے اپنی زندگی کا یہ سب سے بھیانک اور افسوس ناک تجربہ تھا لیکن بات عمران اور ایکسٹو کی تھی۔ یہ دونوں ہمیشہ ہی کوئی انوکھی اور نئی بات سامنے لانے کے عادی تھے اس لیے اسے زیادہ حیرت بھی نہیں تھی۔

غلاموں کی منڈی میں تین جگہ نیلام گھر تھے۔ ایک نیلام گھر میں ہٹے کٹے سیاہ فام برائے فروخت تھے۔ صفدر نے جب ان آدمیوں کو دیکھا تو اس کا دل بھر آیا۔ ان کی حالت بالکل ان شیروں جیسی تھی جنہیں ناکارہ کر کے پنجروں میں قید کیا گیا ہو۔ ایک جگہ عورتوں کو فروخت کیا جا رہا تھا۔ عمران ان سے ایک گھنٹے کے لیے الگ ہو گیا۔ غالباً اس دوران میں وہ نیلام کے سلسلے میں کسی سے بات چیت کرتا رہا تھا۔ جولیا اب مسکرا رہی تھی لیکن اس کی مسکراہٹ جاندار نہیں تھی "یہ تجربہ بھی عمر بھر یاد رہے گا۔" اس نے کہا۔

صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں حیران ہوں کہ آخر...."

"بے کار ہے جولی۔ اس محکمے میں رہ کر حیرت کے جذبے کو کچل دینا ہی مفید ہے ورنہ کیا عجب کسی دن اتنی شدید حیرت ہو کہ حرکتِ قلب ہی بند ہو جائے۔"

عمران جولیا کو ساتھ لے گیا اور کچھ دیر بعد لوٹ آیا۔ صفدر کو ساتھ لے کر وہ ایک نیلام گھر میں جا کھڑا ہوا۔ وہاں خاصا ہجوم تھا۔ صفدر نے متلاشی نگاہوں سے ان عورتوں کی طرف دیکھا جو نیلامی کی غرض سے، ہجوم کے سامنے کھڑی تھیں۔ ان میں اسے جولیا بھی نظر آ گئی۔

جولیا بھی مراکش کے قدیم اور روایتی لباس میں تھی اور اسے پہلی نظر میں پہچاننا مشکل تھا لیکن صفدر تو اسے تلاش کر رہا تھا۔ اس لیے وہ اس کی نگاہوں سے چھپی نہ رہ سکی۔ عمران مسلسل ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں ایک ایک آدمی کے چہرے پر پھسل رہی تھیں۔ حتیٰ کہ ایک شخص پر جا کر رک گئیں۔ "صفدر" اس نے سرگوشی کی۔ "وہ یک چشم اچکا یہاں موجود ہے۔"

"کون ؟" صفدر نے سرگوشی کی۔

"وہی جس نے جولیا کا قالین چرایا تھا۔"

"اوہ۔ کافران ؟"

"ہاں۔ لیکن تم ادھر آنکھیں پھاڑ کر مت دیکھو اگر اس نے اپنی اکلوتی آنکھ سے تمہیں دیکھ لیا تو شاید ۔۔۔!"

"شاید آپ اس بھیانک چہرے والے کی بات کر رہے ہیں جس نے ایک آنکھ بند کر رکھی ہے۔" صفدر نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"ہاں وہی ہے۔"

اتنے میں بولی شروع ہو گئی۔ نیلام گھر کے مالک نے جولیا کو سامنے کھڑا کیا اور ہجوم کو اس کے بارے میں ایک فرضی کہانی سنانے لگا جو اگر صفدر کے علم میں نہ ہوتی تو شاید وہ یقین ہی کر لیتا۔ نیلام کرنے والے کا اندازِ بیان انتہائی رقت آمیز تھا۔ "اس وقت ہمارے سامنے اس منڈی کی حسین ترین لڑکی ہے، مہربان۔" اس نے بلند آواز میں کہا۔ "یہ ایک ایسا انمول ہیرا ہے جس کی قیمت ادا کرنا شاید اس کے حسن اور پاکیزگی کی توہین ہے۔"

ہجوم میں چند آدمیوں نے ٹھنڈی سانس بھری۔ صفدر نے سرد آہ بھرتے ہوئے عمران کی طرف دیکھا لیکن اس کا چہرہ جذبات سے عاری تھا۔

"اس خوبصورت ہیرے کے کوئی شخص کیا دام لگا سکتا ہے۔"

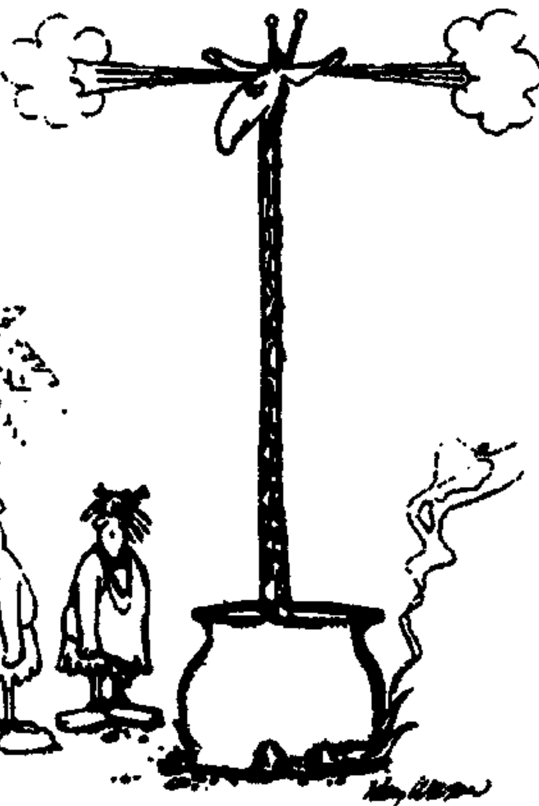
جولیا کا پورا جسم پسینے میں شرابور ہو رہا تھا۔ اس وقت وہ سر سے پاؤں تک ایسے لباس میں تھی کہ اس کا جسم نظر نہیں آ رہا تھا آدھا چہرہ نقاب میں چھپا ہوا تھا پھر بھی وہ خود کو اتنے آدمیوں کی نگاہوں میں بے حجاب محسوس کر رہی تھی۔ اب وہ ایک غلام لڑکی تھی۔ جس کی بولی شروع ہو چکی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ سیکرٹ سروس کی ملازمت میں اسے اب تک جتنے بھی فرائض سرانجام دینے پڑے ہیں یہاں سب سے زیادہ عبرت ناک اور بھیانک کام ہے اور اس مشن کا آغاز بھی تو بدقسمتی سے اسی نے کیا تھا۔ وہ دل ہی دل میں اس منحوس قالین پر لعنت بھیجنے لگی جس کی خاطر وہ اس ندامت آمیز صورت حال سے دوچار ہو گئی تھی۔

"میں اس لڑکی کے عوض دو اونٹ دے سکتا ہوں۔" یک چشم نے کہا۔

"کیا آپ مذاق فرما رہے ہیں، میرے آقا؟" بولی دینے والے نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

صفدر نے منہ پھیر لیا۔ وہ جولیا کی دلی حالت سے آگاہ تھا۔

"ٹھیک ہے۔" یک چشم نے کہا۔ "تین اونٹ۔"



"I think he's done!"

"اس بار آپ کا مذاق قدرے شستہ ہو گیا ہے، میرے آقا۔" بولی دینے والے نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"سنو۔" یک چشم غرایا۔ "میں عورتوں کے سلسلے میں زیادہ خرچ کرنے کا عادی نہیں ہوں۔"

"لیکن یہ دام بہت کم ہیں، میرے آقا۔"

"ہوں۔" یک چشم نے کہا۔ "اس کے علاوہ میں تمہیں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ کافران جب کسی چیز کو حاصل کرنے کے لئے زبان سے کچھ کہہ دیتا ہے تو اسے حاصل بھی کر لیتا ہے۔"

یہ ایک کھلی ہوئی دھمکی تھی۔ نیلامی کرنے والے کے چہرے پر خوف نظر آنے لگا۔ صفدر سنبھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے عمران کی طرف دیکھا۔ اس کے ہونٹوں پر بڑی ہی شریر مسکراہٹ تھی۔ صفدر نے منہ پھیر لیا۔ یک چشم نے دو انگلیاں منہ میں ڈالیں اور پھر اس نے ایک تیز سیٹی بجائی۔ صفدر کے کان کھڑے ہو گئے۔ وہ اس سیٹی کی آواز کو خوب پہچانتا تھا۔ یہ صحرائی لٹیروں کا مخصوص اشارہ تھا۔ سیٹی کی آواز گونجتے ہی نہ جانے کہاں کہاں سے لوگ بھاگنے لگے۔ صفدر کا ہاتھ فوراً ہی بغلی ریوالور کی طرف رینگ گیا۔۔۔ لیکن اپنے دوسرے ہاتھ پر عمران کی گرفت محسوس کی۔۔۔ تو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ "یہ اسے اغوا کرنے لگا۔" صفدر نے سرگوشی کی۔

"پرواہ مت کرو۔" عمران نے دھیمے لہجے میں کہا۔ "بولی دے کر بھی لے جا سکتا تھا لیکن اپنی عادت سے مجبور ہے۔"

اس وقت ایک درجن سے زائد آدمیوں نے ان کو گھیرے میں لے لیا۔ نمائش کے لیے کھڑی لڑکیاں مسلح آدمیوں کو دیکھ کر بری

طرح چیخنے لگی تھیں۔ بازار میں کہرام سا برپا ہو گیا اور پھر کافران اور اس کے ساتھی جولیا کو اغوا کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

عمران نے صفدر کا ہاتھ دبایا اور تیزی سے ایک طرف دوڑنے لگا۔ صفدر ہانپتا ہوا اُس کے پیچھے دوڑتا چلا گیا۔

□ □

عمران تیزی سے بھاگ رہا تھا۔ صفدر الجھن میں پڑ گیا کہ آخر عمران کیا کرتا پھر رہا ہے؟ اسے جولیا کو اغوا کرنے کی کوشش ناکام بنانی چاہیئے تھی لیکن وہ تو ادھر سے یوں لاپروا ہو گیا تھا جیسے جولیا کے سلسلے میں اُسے کوئی فکر ہی نہ ہو۔ "عمران صاحب!" اُس نے پکارا۔

"خاموشی سے دوڑتے رہو!" عمران غرّایا۔

صفدر کا مارے غصّے کے عجب حال ہو گیا۔ اسے عمران سے اتنی سنگدلی کی توقع نہیں تھی۔ ایک بار تو اس کے جی میں آیا کہ ریوالور نکال کر اس کا چیمبر عمران پر ہی خالی کر دے۔ عمران بھاگتا ہوا سڑک پر پہنچ گیا۔ وہاں ایک جیپ کھڑی تھی۔ وہ جیپ میں بیٹھ گیا۔ صفدر نے بھی اس کی تقلید کی اور پھر جیپ کا انجن بیدار ہو گیا۔ "یہ جیپ کس کی ہے؟" صفدر خاموش نہ رہ سکا۔

"اسی شخص کی جو ابھی ابھی بولی دے رہا تھا۔"

"اوہ!" صفدر کے ہونٹ سکڑ گئے۔ "اب کہاں جا رہے ہیں؟"

"وہیں۔ جہاں تم پیدل ہی بھاگے جا رہے تھے۔"

صفدر خاموش ہو گیا۔ عمران کی اس بروقت تدبیر سے وہ واقعی خوش ہو گیا تھا۔ وہ غصّے میں بھول ہی گیا تھا کہ اگر صورت حال قابو سے باہر ہو گئی تو کیا کریں گے۔ ایسے میں ان لوگوں کا پیچھا کرنا ممکن ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ عمران نے جیپ کو سڑک سے ہٹا کر ایک ایسے راستے پر ڈال دیا جو نیلام گھر کے عقبی حصّے میں جا نکلتا تھا۔ جیسے ہی جیپ نیلام گھر کے قریب پہنچی صفدر کو وہ موٹا تازہ نیلام کنندہ نظر آیا جسے وہ کچھ دیر پہلے یک چشم کافران سے الجھا ہوا دیکھ چکا تھا۔ "آپ کا اندازہ درست تھا میرے آقا!" اس نے چراغ کے جن کی مانند عمران کے سامنے جھک کر ادب سے کہا۔

"میرے اندازے شاذ ہی غلط ثابت ہوتے ہیں!"

"وہ لڑکی کو اٹھا کر لے گئے ہیں؟"

"کیا تمہارا وہ آدمی واپس آ گیا جو اُن لوگوں کے قافلے کا سُراغ لگانے گیا تھا؟"

"ہاں، میرے آقا۔ قافلہ اسی جگہ ہے جہاں آپ نے پہلی بار دیکھا تھا؟"

"بہت خوب۔ میں تمہاری جیپ لے جا رہا ہوں۔"

"بہتر ہے، میرے آقا!"

عمران نے گاڑی گیئر میں ڈال دی۔ جیپ تیزی سے فرّاٹے بھرنے لگی اور اپنے عقب میں گرد کا ایک طوفان چھوڑتی کچی سڑک پر دوڑتی ہوئی اس سمت بڑھی جدھر صحرا پھیلا ہوا تھا۔ یہ ایک نئی جیپ تھی جس کا سائیلنسر بہت کم آواز خارج کر رہا تھا اور جو تھوڑی بہت آواز پیدا ہو رہی تھی، وہ بھی ہوا کے جھونکوں میں تحلیل ہو رہی تھی۔ عمران نے جیپ کو یکساں رفتار سے ڈرائیو کرتے ہوئے صفدر کی طرف دیکھا! "تمہاری حالت اس شوہر جیسی ہے جس کی عزیز بیوی کو اغوا کر لیا گیا ہو۔ ٹھیک ہے نا؟"

"میں اس وقت مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں!"

"جب ہو گے تو مجھے بتا دینا!" عمران نے ہمدردی سے کہا۔

"میرا مذاق کرنے کو جی چاہ رہا ہے۔"

آخر یہ سارا کھڑاگ کس مقصد کے لیے ہے؟"

"واپس جا کر چیف سے پوچھ لینا۔"

"آپ کو بتاتے ہوئے کیا ہوتا ہے۔" صفدر بھنّا گیا۔

"بزنس کے کچھ راز ہوتے ہیں، فرزند!" عمران نے بقراط بنتے ہوئے کہا۔ "اسے ایک کاروباری معاملہ سمجھ لو!"

"آپ کی باتیں میری سمجھ سے باہر ہیں!"

"کبھی کبھی میں خود بھی نہیں سمجھ پاتا۔" عمران نے الجھن آمیز لہجے میں کہا۔

"لیکن..."

"چھوڑو یار!" عمران نے اکتا کر کہا۔ "زیادہ چڑچڑے مت بنو۔ ہاں... تم جانتے ہو کہ اگر میں چڑچڑے پن پر اتر آیا تو کیا ہو گا؟"

صفدر نے سختی سے جبڑے بھینچ لیے۔ عمران ہمیشہ کی طرح ایک بار پھر تکلیف دہ ثابت ہو رہا تھا۔ ایسے موقعوں پر اسے نہ چھیڑنا ہی مناسب ہوتا ہے۔ صفدر اس بات سے اچھی طرح آگاہ تھا اس لیے وہ منہ پھیرے ریت کے دُور تک پھیلے ہوئے فرش کو گھورنے لگا۔ جیپ کی رفتار کبھی بہت تیز ہو جاتی تھی اور کبھی عمران انتہائی آہستگی سے چلانے لگتا تھا۔ اس کا دارومدار ریت کے ان ٹیلوں پر تھا جو اُن کی جیپ اور کاروانِ کافران کے درمیان حائل ہوتے تھے۔ جب ان کے درمیان ٹیلوں کی تعداد زیادہ ہوتی تو عمران کا پاؤں ایکسیلیٹر پر خود بخود دباؤ بڑھا دیتا تھا۔

کافران کا قافلہ دس اونٹوں پر مشتمل تھا۔

"کیا یہ صحرائی لٹیرا جولیا کو پہچاننے میں کامیاب نہیں ہو گا؟"

"یقیناً پہچان لے گا۔" عمران نے کہا۔ "اور میں نے جولیا کو جس کام سے ان کے ساتھ لگایا ہے، اگر اس نے اسے خوش اسلوبی سے نمٹا لیا تو وارے نیارے ہو جائیں گے اور ہم اس قالین کو لے کر چمپت ہو جائیں گے۔"

"کیا واقعی وہ قالین اتنا اہم ہے عمران صاحب؟"

"ہاں۔ تم اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہو کہ اگر وہ کسی تخریب کار کے ہاتھ لگ گیا تو شاید ایک بار پھر دنیا کو کسی فرعون جیسے خود ساختہ خدا کو بھگتنا پڑے۔"

"اوہ..." صفدر کے ہونٹ سکڑ گئے۔

"لیکن میرا خیال ہے یہ یک چشم اس قالین کی حقیقت سے واقف نہیں ہے۔"

"اگر ایسا ہے تو اس نے قالین کیوں اڑایا تھا؟"

"وہ ایک قیمتی قالین ہے صفدر اور تم نے دیکھا ہے کافران ایک صحرائی لٹیرا اور عادی چور ہے اس نے جبلی تقاضوں سے مجبور ہو کر ایسا کیا ہو گا۔ اس قالین کے لیے کشمکش ہو چکی ہے اور میرا خیال ہے اس وقت صرف ہم ہی سب سے آگے ہیں۔ میں اس قالین کو جلد از جلد حاصل کر لینا چاہتا ہوں۔"

"لیکن یہ بھی تو ممکن ہے کہ کافران کو اس قالین کے بارے میں معلوم ہو یا اُسے اِس کام کے لیے کسی نے اکسایا ہو۔"

"میں دس فیصد احمق ہوں، ڈارلنگ صفدر۔" عمران نے شریر انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ "اگر مجھے بھی تھوڑا سا وہم نہ ہوتا تو نیلام کی منڈی سے پہلے ہی ہاتھ کی صفائی دکھا کر قالین حاصل کر لیتا۔"

"گویا آپ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ اس سلسلے میں کسی سے رابطہ قائم کرتا ہے یا نہیں۔"

"فی الحال یہی سمجھ کر دل کو تسلی دے لو۔"

"لیکن یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ قالین ٹھکانے لگ چکا ہو۔"

"نہیں۔ میں اس عرصے میں گھاس نہیں چر رہا ہوں۔" عمران نے کہا۔ "میں نے اداسس پہنچتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا تھا کہ چند آدمیوں کی خدمات حاصل کر لی تھیں۔"

"وہ قالین اسی کے پاس موجود ہے؟"

"سو فیصد اور وہ اس کی حقیقت سے لاعلم ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" صفدر نے کہا اور انگڑائی لے کر سیٹ کی پشت گاہ سے ٹک گیا۔ اس کا ہاتھ بار بار بغلی ہولسٹر کو چھو رہا تھا۔ غالباً اسے توقع تھی کہ بہت جلد ریوالور استعمال کرنے کی نوبت آ جائے گی۔ جیپ ریت کا بادل اڑاتی ہوئی اُسی راستے پر آگے بڑھ رہی تھی جس پر اونٹوں کے قافلے کے تازہ نشانات نظر آ رہے تھے۔

▲▽△

جولیا خود پر قابو پانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ ابھی تک قافلہ مسلسل آگے بڑھ رہا تھا۔ کافران اُس کے پاس نہیں آیا تھا اور نہ ہی اس نے نقاب کشائی کی رسم ادا کی تھی۔ ایک بار پھر جولیا کو اونٹ کے سفر کی زحمت برداشت کرنا پڑ رہی تھی اور وہ اس کوفت کو کچھ زیادہ ہی محسوس کر رہی تھی لیکن یہ سوچ کر خاموش تھی کہ شاید اس سفر کے بعد کسی اور سفر کی نوبت نہ آئے۔ دن کا کچھ حصہ ابھی باقی تھا۔ جولیا نے اونٹوں کی رفتار سے اندازہ لگا لیا تھا کہ جلد ہی کہیں شام کے لیے پڑاؤ ڈال دیا جائے گا۔ اسے اسی وقت کا انتظار تھا۔ اس وقت اسے ایک اہم کام انجام دینا تھا۔ اس کے چہرے پر خوف کا ہلکا سا بھی تاثر نہیں تھا۔ غالباً وہ مطمئن تھی کہ اس کے دو جاں نثار ساتھی اس سے زیادہ دُور نہیں ہیں۔

شام کے سائے پھیلنے لگے۔ قافلہ ایک جگہ رُک گیا یہاں کھجور کے درختوں کا جھنڈ تھا اور ایک چشمہ بھی موجود تھا۔ کافران نے قافلے کو رُکنے کا حکم دیا تو اس کے مستعد ساتھیوں نے فوراً ہی خیمے گاڑنا شروع کر دیے۔ کچھ ہی دیر بعد خیموں کی ایک چھوٹی سی بستی بن گئی۔ جولیا کے لیے الگ سے ایک خیمہ لگایا گیا تھا۔



معروف اور... کی تعداد میں فروخت ہونے والی
روحانیات پر ایک کتاب ——— پہلی بار



بچھڑے ہوئے دوستوں اور عزیزوں سے ملاقات کیجیے۔ مستقبل کے آئینے میں جھانکیے۔ مسروقہ اشیاء کا پتہ لگایئے اور وہ تمام مناظر جنہیں عام آدمی نہیں دیکھ سکتا آئینے میں دیکھیے

شائع ہو چکی ہے قریبی بک سٹال سے خریدیں یا براہ راست طلب کریں

اعوان اکیڈمی، پوسٹ بکس نمبر ۲۲۵۶۔ کراچی نمبر ۸

خیمہ لگانے کے بعد کافران نے اپنے آدمیوں کو کھانا تیار کرنے کا حکم دیا اور خود چشمے کی طرف چلا گیا۔ کھانے کے دوران میں کافی شور رہا۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد کافران، جولیا کے خیمے میں آیا۔ "تم نے ابھی تک نقاب نہیں ہٹایا۔" اس نے کہا۔

جولیا خاموش رہی۔

کافران ہنس پڑا۔ "غالباً تم شرما رہی ہو۔" اس کا قہقہہ زندگی سے بھرپور تھا۔ "ٹھیک ہے، اس وقت تمھاری حالت کسی نئی نویلی دُلہن جیسی ہے جو پہلی بار حجلۂ عروسی میں بیٹھی ہو۔"

جولیا نے اس خیال آرائی پر بھی کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

"ویسے ایک بات ہے۔" یک چشم لٹیرے سردار نے کہا اور اس کی طرف اس انداز سے دیکھا جیسے اس کی آنکھ خرابی کی وجہ سے نہیں بلکہ کسی خیال کے اظہار میں بند ہوئی ہو۔ "تم واقعی ایک حسین اور نایاب ہیرا ہو، بہرحال جب تم اس ماحول میں رہو گی تو تم میں مزید نکھار پیدا ہو گا۔"

جولیا نے سر جھکا لیا۔

"فی الحال تو تمھیں ایک کام کرنا پڑے گا۔" کافران نے کہا۔ "میں بوتلیں منگوا رہا ہوں۔ ہم سب کے لیے جام تیار کرو۔"

جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کافران نے تالی بجائی۔ فوراً ہی اس کے آدمیوں میں سے ایک سیاہ فام اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں برہنہ شمشیر تھی۔ غالباً اسے جولیا کے خیمے کے باہر متعین کیا گیا تھا۔ "شامِ صحرا منانے کے لیے اعلا ترین شراب کا بیرل یہاں لے آؤ۔"

سیاہ فام کورنش بجا لایا۔ یک چشم لٹیرے نے شاہانہ انداز میں جولیا کی طرف دیکھا۔ جولیا نے اس کی ہیئت کذائی پر نکلتا ہوا ایک بے ساختہ قہقہہ بڑی مشکل سے ہضم کیا تھا۔ کافران چند لمحوں تک جولیا کو گھورتا رہا پھر اس نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور خیمے سے باہر نکل گیا۔ جولیا نے ایک طویل سانس لی اور خیمے کے دروازے کی طرف دیکھتی رہی جدھر سے کافران کی منحوس صورت اسی لمحے غائب ہوئی تھی۔ وہ حیران تھی کہ عمران اور صفدر اس وقت کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔ اس نے خیمے میں اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی تو بُری طرح چونک پڑی۔

اس کی نگاہ ایک لپٹے ہوئے قالین پر جم کر رہ گئی۔

یہ وہی قالین تھا جو کافران نے اس سے چھین لیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ اس قالین کی طرف بڑھی۔ اس نے قالین کو کھولا اور اسے زمین پر بچھا دیا۔ قالین تھا یا علمِ حساب کی کسی کتاب کا کوئی صفحہ... ایک سرے سے دوسری جانب تک بے شمار اعداد اور خاکے بنے ہوئے تھے۔ وہ بغور انھیں دیکھتی رہی لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ "یقیناً یہ کوئی فارمولا ہے۔" وہ خود کلامی کے انداز میں بولی... پھر آہٹ سن کر وہ جلدی سے قالین پر بیٹھ گئی۔

سیاہ فام اندر داخل ہوا۔ اس نے ایک بیرل اٹھا رکھا تھا۔ وہ جولیا کی طرف دیکھ کر بھونڈے انداز میں مسکرانے لگا۔ جولیا نے اُس کی طرف توجہ نہیں دی۔ "کافران کا انتخاب ہمیشہ شاندار ہوتا ہے۔" سیاہ فام نے تبصرہ کیا۔

"یقیناً..." جولیا نے زہریلے لہجے میں کہا۔ "اس نے تمھیں خوب دیکھ بھال کر ہی یہاں رکھا ہو گا۔"

سیاہ فام ڈھٹائی سے ہنس پڑا۔ "تم واقعی زندہ دل ہو۔"

"میرے ہاتھوں میں بھی کافی زندگی ہے۔"

"کافران ایسی ہی خواتین کو پسند کرتا ہے۔"

"اس نے پرورش بھی ایسی عورت کی گود میں پائی ہو گی۔"

"لڑکی..." سیاہ فام کا ہاتھ جارحانہ انداز میں شمشیر کے دستے پر پہنچ گیا۔ "شاید تم نہیں جانتیں کہ ہم سب کافران کو سردار ہی نہیں اپنا باپ بھی خیال کرتے ہیں۔"

"یقیناً... مجھے بھی یہی توقع تھی۔ تم سب اُسی کی اولاد لگتے ہو۔"

"میں تمھاری زبان کاٹ ڈالوں گا۔" سیاہ فام غرّایا۔

"ہُنہ۔" جولیا نے لاپروائی سے کندھے اُچکا دیے۔

"تم ایک زر خرید لونڈی ہو۔" سیاہ فام نے خوفناک انداز میں کہا۔ "کافران کے بعد ہر لڑکی ہماری ملکیت ہوتی ہے۔"

اس بار جولیا خاموش رہی۔

"اور اس کے بعد..." سیاہ فام کا لہجہ سرد اور سفاک تھا۔ "ہر لڑکی کو اس صحرا میں دفن کر دیا جاتا ہے۔"

جولیا کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا گئی۔

"اس صحرا میں..." سیاہ فام نے چاروں طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا... "نہ جانے کتنے دم خم والی لڑکیاں آئیں اور پھر یوں دفن ہو گئیں کہ اب ان کا نام و نشان بھی باقی نہیں ہے۔"

"کیا تم مجھے خوفزدہ کرنا چاہتے ہو؟"

"نہیں..." سیاہ فام مسکرانے لگا۔ انداز معنی خیز تھا۔

"پھر تم کیا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ کافران کی حکم عدولی کرنے سے پہلے سوچ لینا کہ تمھیں جس انجام سے کچھ دن بعد ہمکنار ہونا ہے، وہ فوری طور پر

چہروں کو پڑھنے کے لیے ایک عملی کتاب

قیافہ شناسی

مصنف
اظہر کلیم

- ایک ایسے فن پر کارآمد کتاب
جس میں اِس دَور کے ہر مرد اور ہر عورت کو ماہر ہونا چاہیے
- محض جسمانی حرکات و سکنات سے،
شخصیت کا اندازہ لگانے کے لیے...
- اداکاروں، طالب علموں، نفسیات کی طالبات اور ہر خاص و عام کے لیے...
- عورتوں کے لیے... کہ عورتیں فطری طور پر بہترین قیافہ شناس ہوتی ہیں

ناشر
اعوان اکیڈمی
پوسٹ بکس نمبر ۲۲۵۶ ناظم آباد
کراچی ۱۸

بھی ممکن ہے۔"

"مجھے اپنی زندگی کی کوئی پروا نہیں۔" جولیا نے لاپروائی سے کہا۔"اور میرے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی جاسکتی۔"

"یہ بات تو تمھیں جشن کے بعد معلوم ہوگی۔"

وہ اُسے سُرخ کھا جانے والی آنکھوں سے گھورتا رہا۔

جولیا اس کی نگاہوں کی تاب نہ لاکر دوسری طرف دیکھنے لگی۔۔۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اس کی جگہ کوئی عام لڑکی ہوتی تو شاید مارے دہشت کے اس بے چاری کا دم ہی گھٹ جاتا۔ اُسے تو پورا تحفظ حاصل تھا۔۔۔ پھر وہ اپنی حفاظت خود بھی کرسکتی تھی لیکن ایسی لڑکیوں کا کیا حال ہوتا ہوگا جن کا اس بھری دُنیا میں ایک بھی مددگار نہیں ہوتا؟ وہ زیرِ لب مسکرادی۔ مسکرانے کا انداز بجھا بجھا سا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اس وقت وہ تین اونٹوں کے بدلے میں خریدی ہوئی ایک غلام لڑکی ہے۔ اس کی نگاہ قالین پر جم گئی۔ عمران اس قالین کو بہت اہمیّت دے رہا تھا۔ ایکسٹو نے اسے حاصل کرنے کے لیے جولیا کو نیلامی پر آمادہ کرلیا تھا اور اب وہ اسی قالین پر بیٹھی ہوئی تھی جس کے لیے اب تک نہ جانے کتنا کشت وخون ہوچکا تھا۔

یہ ایک شاندار قالین تھا جس پر خانے بنے ہوئے تھے اور ہر خانے میں عجیب انداز سے کچھ تحریر تھا۔ اس تحریر کا انداز خطِ تصویری سے بہت ملتا جلتا تھا۔ جب تک جولیا کو اس قالین کی اہمیت معلوم نہیں ہوئی تھی، وہ اسے غیر معمولی ڈیزائن کا قالین سمجھ رہی تھی لیکن اب یہ قالین اس کے لیے زندگی سے بھی زیادہ اہمیّت اختیار کرگیا تھا۔ اس قالین کو اس نے مراکش کے بازار سے خریدا تھا۔ غالباً اس دُکان کے قریب ہی کافران بھی موجود تھا۔ اس نے فوراً آگے بڑھ کر خود کو ایک مزدور کی حیثیت سے پیش کیا تھا۔ جولیا نے اس کی ظاہری حالت اور قالین کے بوجھ کی وجہ سے اس پیش کش کو قبول کرلیا تھا اور پھر اسے ہوش ہی نہیں رہا کہ وہ کہاں ہے اور قالین کہاں؟

وہ کس طرح بے ہوش ہوئی تھی اس کا اسے علم نہ ہوسکا اور جب وہ ہوش میں آئی تھی تو خود کو قالین میں لپٹے ہوئے پایا تھا۔ اس کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے۔ اس نے چیخنے کی کوشش کی تھی لیکن حلق سے آواز نہیں نکلی تھی تب اسے احساس ہُوا تھا کہ اس کے مُنہ میں کپڑا ٹھنسا ہوا ہے۔ اس کے بعد صفدر کی آمد پر اُسے رہائی نصیب ہوئی تھی۔ جولیا کو اچانک اپنا کام یاد آگیا۔ اُس نے جلدی سے، لباس میں سے ایک پُڑیا نکالی۔ جس میں زرد رنگ کا ایک پاؤڈر تھا۔ عمران نے یہ پُڑیا اُسے نیلام گھر میں داخل ہونے سے پہلے ہی کہیں سے لاکر دی تھی۔ وہ بیرل کی طرف دیکھنے لگی۔ بیرل کے قریب درجنوں گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اس نے بڑی مشکل سے بیرل کا کارک کھولا اور پاؤڈر شراب میں ڈال دیا۔ اس کا دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔ ابھی وہ اس کام سے فارغ ہی ہوئی تھی کہ اسے خیمے کے باہر سے قہقہے سنائی دیے۔ بہت سے آدمی خیمے کی طرف آرہے تھے۔

"کافران آرہا ہے۔" سیاہ فام نے اندر جھانک کر کہا۔

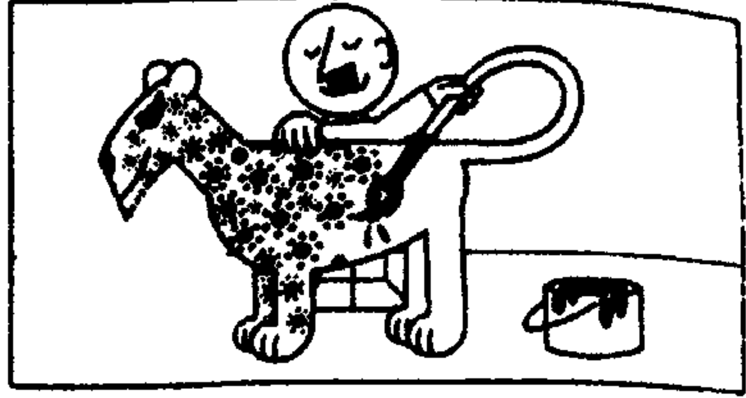
جولیا جلدی جلدی گلاس بھرنے لگی۔ ابھی وہ چھ سات ہی گلاس بھرنے میں کامیاب ہوئی تھی کہ آنے والے دروازے پر پہنچ گئے۔ جولیا نے جلدی جلدی قالین کو لپیٹ کر ایک طرف لڑھکا دیا۔ کافران سب سے پہلے اندر داخل ہُوا تھا اس کے پیچھے یکے بعد دیگرے اس کے تمام ساتھی اندر آئے۔ وہ بُری طرح ہنس رہے تھے اور ان سب کی نگاہیں جولیا پر جمی ہوئی تھیں۔ "بہت خوب۔" کافران ہنس پڑا۔ "چڑیا ہمارے لیے جام تیار کررہی ہے۔"

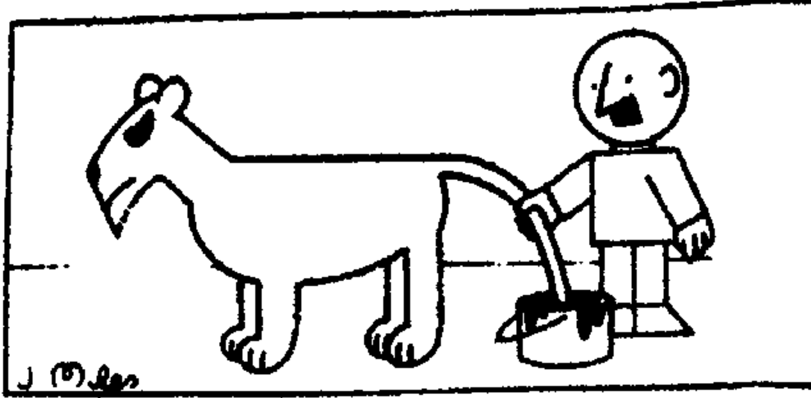
جولیا نے ایک جام اس کی طرف بڑھا دیا۔ ابھی اس نے جام لیا ہی تھا کہ اس کے تمام ساتھی گلاسوں پر ٹوٹ پڑے۔ اس وقت وہ جولیا کو بھول ہی گئے تھے۔ انھوں نے چند ہی لمحوں میں دو دو جام حلق سے نیچے اتار لیے۔ دو جام پینے کے بعد کافران کو جولیا کا خیال آیا۔ اس نے گرج کر سب کو خاموش رہنے کے لیے کہا اور پھر خیمے میں اِدھر اُدھر دیکھا۔ جولیا اس وقت ایک طرف دُبکی بیٹھی تھی۔ کافران اس کی طرف بڑھنے لگا۔ جولیا کا دل کسی ننھے سے پرندے کی طرح پھڑ پھڑانے لگا۔ "میرے صحرائی پھول!" کافران نے دونوں ہاتھ اس کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اب زیادہ نہ ستاؤ۔ یہ پردہ ہٹادو۔" اس کا ہاتھ جولیا کے نقاب کی طرف بڑھنے لگا۔

"مجھ سے دُور رہو۔" جولیا غرّائی۔

"ہا ہا ہا۔" کافران کا قہقہہ تھا یا بادلوں کی خوفناک گڑگڑاہٹ۔۔۔ "اپنا چہرہ دکھاؤ لڑکی۔" یہ کہہ کر اس نے نقاب نوچ لیا۔۔۔ پھر جولیا کے چہرے پر نگاہ پڑتے ہی کافران ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹ گیا۔ "تم۔ تم غیر ملکی لڑکی ہو۔" اس نے حیرت سے کہا۔ "غالباً وہی لڑکی جس سے میں نے ایک قالین حاصل کیا تھا۔"

"ہاں میں وہی ہوں۔ چور اور لٹیرے۔"





کافران کی اکلوتی آنکھ غصے سے سرخ ہو گئی۔ اس نے ایک جھٹکے سے خنجر نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ سب لوگ باہر چلے جائیں جب تخلیہ ہو گیا تو کافران نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "بتاؤ۔ یہ کیا چکر ہے؟ یہ دھوکہ دہی کی بات ہے۔"

"تم سارے جہان کے چور اور اچکے ہو۔" جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "تمھیں دوسروں سے ایمان داری کی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔"

"میں تمھیں جان سے مار ڈالوں گا۔" کافران نے خوفناک انداز میں خنجر لہرایا۔ "بتاؤ یہ کیا معاملہ ہے؟"

جولیا خاموش رہی۔ اب اس کا دل شدت سے دھڑکنے لگا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ عمران اور صفدر کہاں ہیں اور اب تک وہاں کیوں نہیں پہنچے؟ وہ اس پاؤڈر کی خصوصیات سے بھی لاعلم تھی۔

"بتاؤ۔ کیا بات ہے؟" کافران دہاڑا۔

"میں کچھ نہیں جانتی۔"

"اوہ... میں تمھیں قتل کر دوں گا۔" کافران نے کھردرے لہجے میں کہا اور خنجر بے جارحانہ انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ جولیا آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگی۔ اچانک ایک آہٹ ہوئی اور پھر خیمے کا عقبی حصہ ایک خنجر کی تیز دھار سے کٹ گیا۔ خنجر کی چمک نظر آئی اور اس کے بعد عمران کا حماقت مآب چہرہ دکھائی دیا۔ "اوہ۔" کافران کا چہرہ غصے سے سیاہ پڑ گیا۔ "کون ہو تم؟"

"تمھارا ڈیڈی۔" عمران نے کہا اور اس پر چھلانگ لگا دی۔ لیکن ابھی عمران اس تک پہنچا بھی نہیں تھا کہ کافران لڑکھڑا کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے تھے۔ "بس۔ کانپنے لگے۔" عمران نے فاتحانہ انداز میں کہا اور گھڑی پر نگاہ ڈالنے کے بعد جولیا کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگا۔ "دیکھ رہی ہو میرا رعب۔ یہ صحرائی لیڈر کیسے کانپ رہا ہے۔"

"میں پوچھتی ہوں چلتے کیوں نہیں۔ بھاگو یہاں سے۔" جولیا نے پاؤں پٹخ کر کہا۔ "میں اس ماحول میں ایک لمحہ بھی نہیں رہ سکتی۔"

کافران کانپتا ہوا ڈھیر ہو گیا۔ اس کا چہرہ سیاہ پڑ گیا تھا۔ "یہ تو مر گیا ہے۔" جولیا نے حیرت سے کہا۔ "کیا وہ کوئی خطرناک زہر تھا؟"

عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔

"صفدر کہاں ہے؟"

"باہر دوسروں کے چہرے دیکھ رہا ہوگا۔"

"لیکن اب!"

"کچھ نہیں..." عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "وہ قالین کہاں ہے؟"

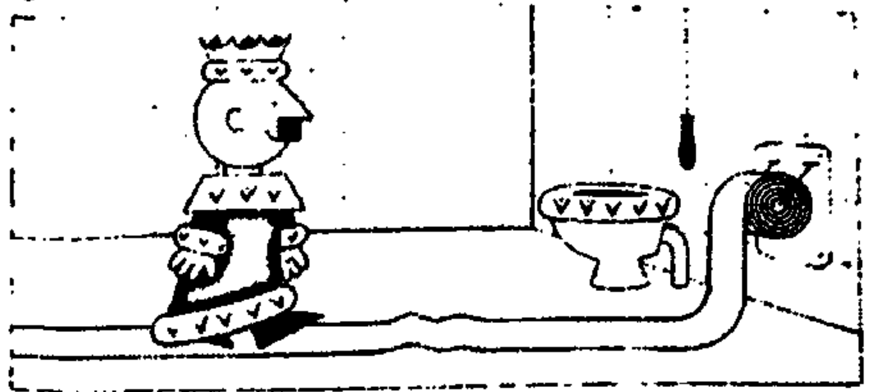
جولیا نے ایک طرف اشارہ کر دیا۔

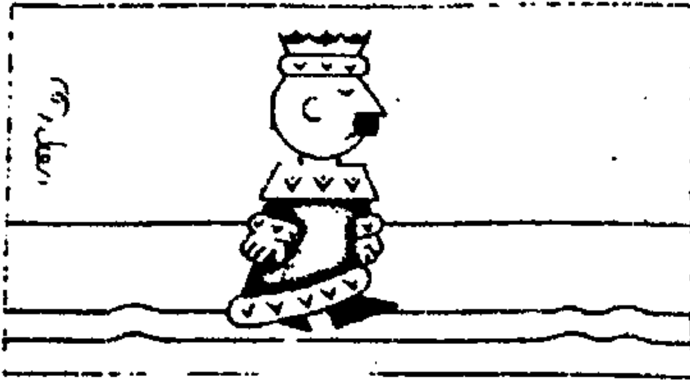
عمران نے قالین کو کھول ڈالا۔ جولیا اس کے چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس وقت وہ عمران کا چہرہ نہیں تھا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں اور چہرے پر بے پناہ سرخی تھی۔ کافران کا جسم ساکت ہو گیا تھا اور اب باہر سے شور سنائی دینے لگا تھا۔ عمران نے باہر جھانک کر دیکھا اور اثبات میں سر ہلاتا ہوا واپس آ گیا۔ جولیا الجھن آمیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ "تم اب یہاں کیوں کھڑے ہو؟"

عمران دھپ سے قالین پر بیٹھ گیا۔ "اگر کھڑا رہنا اتنا ہی برا لگ رہا ہے تو بیٹھ جاتا ہوں۔"

جولیا اس وقت گھبراہٹ، بے چینی اور خوف و ہیجان کی انتہا پر تھی۔ عمران کی اس حرکت پر چراغ پا ہو گئی۔ وہ عمران کی طرف کسی جنگلی بلی کی طرح جھپٹ پڑی۔ عمران خاموش بیٹھا رہا۔ جولیا ایک جھٹکے سے رک گئی۔ "تم درندے ہو۔" وہ ہانپ کر بولی اور عمران کو گھورنے لگی جو شریر انداز میں مسکرا رہا تھا۔

"صحرائی لیڈر کیوں نہیں۔" عمران نے کہا۔





جولیا نے مُنہ پھیر لیا۔ صفدر اندر داخل ہُوا تو اس کے بائیں بازو سے خون بہہ رہا تھا۔ عمران اور جولیا دونوں ہی چونک کر اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ صفدر نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ "کیا بات ہے، صفدر؟" جولیا نے کہا۔

"بس ایک سخت جان سے مڈبھیڑ ہو گئی تھی" صفدر نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال تھا کہ وہ ختم ہو چکا ہے لیکن ایسا نہیں تھا۔ وہ ابھی دم توڑ رہا تھا۔ جیسے ہی میں قریب سے گزرا اُس نے حملہ کر دیا"

"اب کِس حال میں ہے؟"

"اپنے ساتھیوں سے وفاداری نباہ رہا ہے"

"کوئی زندہ تو نہیں رہا؟"

"نہیں۔ صرف ہم تینوں ہی سلامت ہیں"

"ٹھیک ہے۔ اب ڈائنامائٹ بچھا دو" عمران نے کہا۔

"وہ کیوں؟" جولیا اچھل پڑی۔

"کیا اس سازوسامان کو ساتھ لے جانے کا ارادہ ہے" عمران نے کہا اور پھر سنجیدہ ہو گیا۔ "تم دونوں میرا ایک مشورہ مانو تو کہوں...!"

"کیا بات ہے؟" صفدر اور جولیا نے یک زبان ہو کر کہا۔

"کیوں نہ اس سازوسامان کے ساتھ ایک نئی زندگی کا آغاز کیا جائے؟" عمران نے کہا۔ "صحرائی لٹیرے بن کر رہنے میں کئی فائدے ہیں۔ خاندانی منصوبہ بندی کی کوئی قید نہیں۔ جتنے بھی بچے ہوں گے گروہ میں اضافہ ہی ہوگا۔ اس کے علاوہ..."

صفدر ہنس پڑا اور ایک تھیلے سے ڈائنامائٹ نکال کر انھیں خیموں کے گرد بچھانے میں مصروف ہو گیا۔

عمران نے جولیا کا ہاتھ پکڑا اور باہر نکل آیا۔ "لیکن... وہ قالین؟" جولیا نے حیرت سے کہا۔

"دارالحکومت چل کر نیا لے دُوں گا"

"لیکن اسے کیوں چھوڑ رہے ہو؟"

"بیکار ہے" عمران نے کہا۔ "اس کا ضائع ہو جانا ہی بہتر ہے" اس نے صفدر کی طرف دیکھا جو ڈائنامائٹ بچھا چکا تھا۔ اچانک ان کی نگاہ ایک ہیلی کاپٹر پر پڑی جو اُن کے سروں پر پہنچ گیا تھا۔ "جلدی کرو صفدر!" عمران نے کہا اور جولیا کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے اس طرف دوڑنے لگا جدھر انھوں نے جیپ کھڑی کی تھی۔ صفدر نے ڈائنامائٹ کے فلیتے کو آگ لگا دی اور ان کے پیچھے دوڑنے لگا۔

ان کی جیپ خیموں سے نصف فرلانگ کے فاصلے پر پہنچی تو عقب میں دھماکے ہوئے... پھر دُھوئیں اور شعلوں کا جہنم نظر آنے لگا۔ ہیلی کاپٹر جو نیچے اترنے والا تھا ایک بار پھر فضا میں بلند ہو گیا۔ "کچھ نہیں بیٹے لیونگرا۔ اب تمھارے باپ کو بھی کچھ نہیں ملے گا" عمران نے کاپٹر کی طرف گھونسہ لہرا کر کہا اور جیپ کی رفتار تیز کر کے اس کا رُخ درختوں کے جھنڈ کی طرف کر دیا تاکہ اگر کاپٹر سے فائرنگ ہو تو محفوظ رہ سکیں۔

وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو چکے تھے اور اب وہاں رکنا بے سُود تھا۔ چند گھنٹے بعد وہ اپنے وطن کی طرف محوِ سفر تھے۔

جولیا جہاز کی کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے یوں محسوس کر رہی تھی جیسے کوئی بے حد خوفناک خواب دیکھ کر بیدار ہوئی ہو۔ گزرے ہوئے واقعات اس کے لیے ایک خواب کی سی حیثیت رکھتے تھے... ایک خوفناک خواب۔ وہ جھُرجھُری لے کر رہ گئی اور پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

جاسوسی نشست

